عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۱ جلد: ۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۹ اکتوبر 2017 مسلسل اشاعت کے ۵۵ سال

خلیفۂ ثانی... سیدنا فاروق اعظمؓ

شہیدِ کربلا... سیدنا امام حسینؓ

اللہ رب العزت کی لاٹھی بے آواز ہے!

قانون توہین رسالت علمی اور عالمی تناظر میں

آپ بیتی: سکھ مذہب سے دین اسلام تک

مسئلۂ ختم نبوت اور علمائے دیوبند

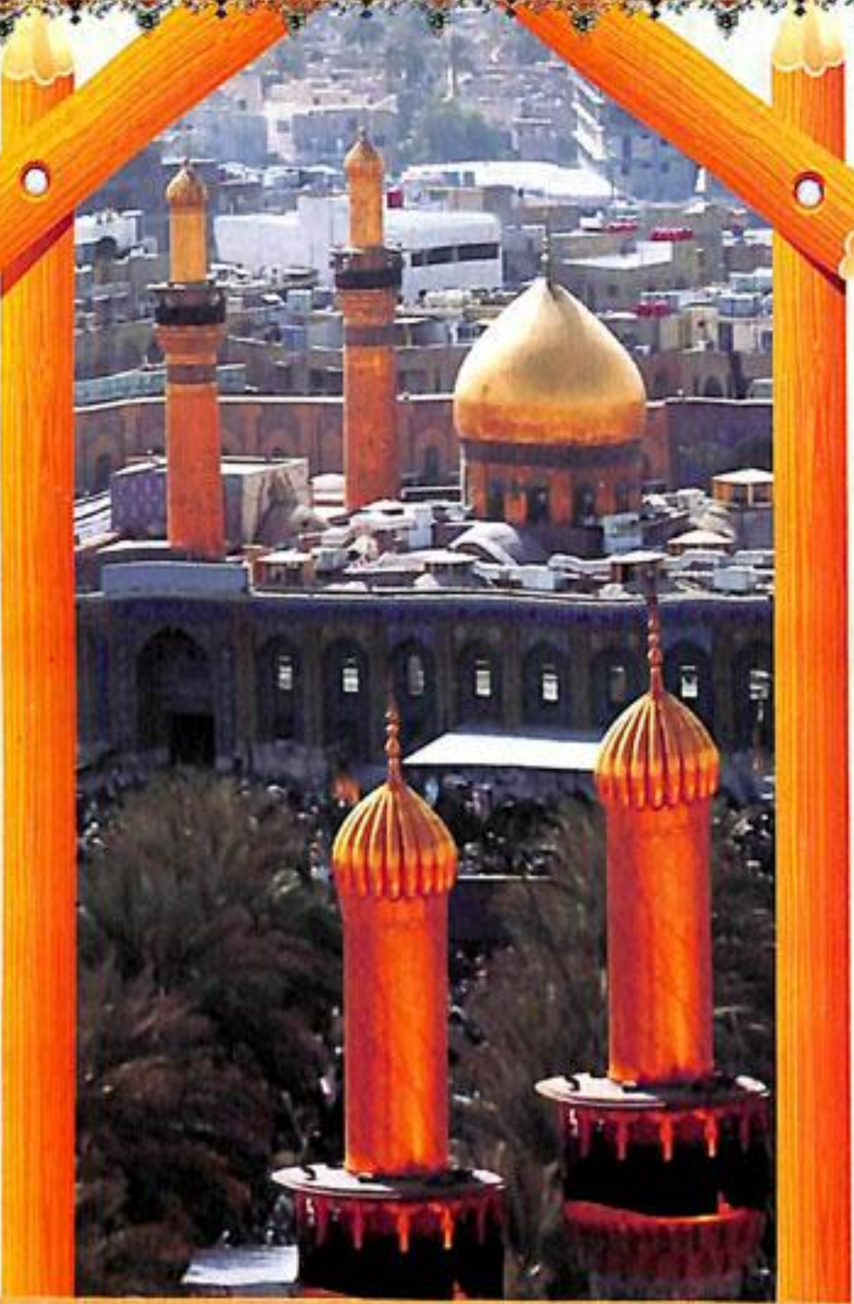

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۱ جلد: ۲۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
ترجمان حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ شہید
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

اللہ رب العزت کی لاٹھی بے آواز ہے!	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات و مضامین

خلیفۂ ثانی......سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	مولانا محمد وسیم اسلم	06
سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت	حافظ عتیق الرحمٰن	09
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:29)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	13
قانون توہین رسالت......علمی اور عالمی تناظر میں	سجاد احمد خان چاون	17
آپ بیتی......سکھ مذہب سے دین اسلام تک	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد	23
تاریخ خلیفہ ابن خیاط رحمہ اللہ (قسط نمبر:18)	ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری	28

شخصیات

میاں زبیر احمد دین پوری رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال	مولانا غلام رسول دین پوری	32

رد قادیانیت

عقیدۂ ختم نبوت......حضرت خاکوانی مدظلہ کا بیان	مولوی حبیب الرحمٰن	35
مسئلہ ختم نبوت اور علماء دیوبند	حضرت حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی	42
جناب راؤ خورشید علی خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	ادارہ	45

متفرقات

تبصرۂ کتب	مولانا محمد وسیم اسلم	49
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	51

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

اللہ رب العزت کی لاٹھی بے آواز ہے!

گزشتہ لولاک کے شمارہ میں جہاں بات چھوڑی تھی وہاں سے سلسلہ کلام کا آغاز کرتے ہیں:

جناب میاں محمد نواز شریف صاحب سپریم کورٹ کے حکم پر نااہل قرار پائے، تو مری گئے۔ کئی دن رہے۔ اب لاہور جانا تھا ان کے خیال مبارک میں آیا کہ جہاز یا موٹروے سے لاہور گیا تو قوت کا شو نہ ہوگا۔ جی.ٹی روڈ سے جانا چاہئے تاکہ بھرپور پاور سٹریٹ کا مظاہرہ ہوسکے۔

جناب شاہد خاقان عباسی وزیراعظم بنے تو نواز شریف کی مسلم لیگ نے اعلان کیا کہ یہ پینتالیس دنوں کے لئے ہیں۔ اس مدت تک جناب شہباز شریف کو این.اے کے حلقہ ۱۲۰ لاہور جو میاں صاحب کی نااہلی سے خالی ہوا ہے۔ اس پر قومی اسمبلی کا الیکشن جتوا کر ان کو وزیراعظم بنایا جائے گا۔

اس پر ایک دو روز بعد میاں شہباز شریف صاحب کی اہلیہ تہمینہ درانی کا بیان قومی پریس کی زینت بنا کہ میاں شہباز شریف صاحب کو امتحان میں نہ ڈالا جائے۔ جی.ٹی روڈ سے میاں نواز شریف صاحب کا سفر کرنا شہباز شریف صاحب کے لئے مشکلات کھڑی کرنے کے مترادف ہے کہ سابق وزیراعظم اپنے بھائی کو سیکورٹی دینا رسک ہے۔ اس کے لئے پنجاب حکومت پر دباؤ ہوگا۔ یہ کہ شہباز شریف کو وزیراعظم بنانا، پنجاب کو ہاتھ سے گنوانا ہے۔ میاں برادران کے بعض مخالفین نے تہمینہ درانی کے بیان کو میاں برادران کے گھریلو اختلافات کا نتیجہ قرار دیا۔ حقیقت کچھ ہو لیکن اتنا ہوا کہ میاں شہباز شریف صاحب حلقہ ۱۲۰ سے قومی اسمبلی کے لئے امیدوار نہیں بنے۔ وزیراعظم شاہد خاقان عباسی رہیں گے۔ افواہ ہے میاں شہباز شریف حکومتی اداروں کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوگئے کہ جناب میاں نواز شریف صاحب جی.ٹی روڈ سے لاہور کے لئے سفر کریں گے۔

آپ پہلے پنجاب ہاؤس سے پنڈی آئے۔ یہاں جلسہ کیا۔ واپس اسلام آباد آ گئے۔ اگلے روز سفر کیا۔ جہلم میں پڑاؤ کیا۔ اگلے روز جہلم سے چلے گوجرانوالہ میں پہنچے۔ اگلے دن گوجرانوالہ سے لاہور داتا دربار سے گھر کو خیر سے سدھار گئے۔ راستہ میں آپ کے قافلہ کی گاڑیاں ایک استقبال کرنے والے بچہ پر چڑھ دوڑیں اور اس کی ہڈی پسلی ایک کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

تین چار دن میں سابق وزیراعظم اسلام آباد عمرہ جاتی تو تشریف لائے۔ لیکن یہ خیال کہ اس طرح

کھلی شاہراہ سے سفر کرنے پر طیب اردگان کا سین دہرایا جائے گا۔ پورا ملک سڑکوں پر اکٹھا ہوگا۔ بجائے لاہور کے شاید دوبارہ اسلام آباد وزیراعظم ہاؤس کو سراپا انتظار ہونا پڑے گا۔ یہ سب خیالی منصوبے پایہ تکمیل کو نہ پہنچ پائے۔ ایک آدھ آنچ کی کسر رہ گئی کہ نسخہ راکھ ہوگیا۔ ورنہ تو سونا تیار تھا کا معاملہ ہوگیا۔ اخبارات کی خبر ہے کہ دس ہزار اہلکار آپ کی سیکورٹی کے لئے ہمراہ رہے۔ اتنے ہر جگہ پبلک کے لوگ جمع ہوئے ہوں گے۔ معاملہ فش فش ٹاں ہوگیا۔

حلقہ نمبر۱۲۰ پر بجائے محترم شہباز شریف صاحب کے محترمہ کلثوم نواز صاحبہ کو ٹکٹ دے دیا گیا۔ ان کے کاغذات نامزدگی درست قرار پائے۔ اس کے خلاف اپیل دائر ہوئی لیکن مسترد ہوگئی۔ البتہ اس دوران محترمہ کو گلے کا کینسر تشخیص ہوا۔ اللہ رب العزت ان کو صحت نصیب فرمائیں۔ بیماری کی خبر سے چیف آف آرمی نے فون کر کے محترمہ کلثوم نواز کی تیمارداری کی بہت اچھی روایت کو نبھایا۔ چوہدری شجاعت حسین اور چوہدری پرویز الٰہی نے محترمہ کے لئے گلدستے بھجوائے۔ اس بیماری کی تشخیص کے باعث میاں نواز شریف کا آدھا خاندان لندن کے لئے روانہ ہوا۔ اس دوران نیب نے میاں نواز شریف صاحب اور دوسرے حضرات کی پیشی ڈالی۔ یہ پیش نہیں ہوئے۔ اب کچھ متعلقہ حضرات لندن جاچکے ہیں۔

سپریم کورٹ کے جج جونیب کی کارروائی پر نظر رکھیں گے وہ باہر کے سفر سے واپس تشریف لائے۔ انہوں نے گواہوں کے بیانات قلمبند کرنے اور ۱۰؍ ستمبر تک ریفرنس دائر کرنے کے عمل کو مکمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ میاں صاحب کی طرف سے سپریم کورٹ کے فیصلہ پر نظرثانی کی درخواست دائر ہوئی ہے۔

آج اخبارات سے معلوم ہوا کہ ایک دوسری درخواست دائر کی ہے کہ نیب کے ریفرنسز کا چھ ماہ میں فیصلہ کرنے کے حکم پر نظرثانی کی جائے۔ یہ مدت فیصلہ کرنے والوں پر دباؤ کا باعث ہے۔ غیر معینہ مدت میں وہ فیصلہ کریں۔ تاکہ کیس چلتا رہے۔ تا آنکہ موسم خوشگوار ہو اور مرحلہ مکمل ہوجائے۔ اس لئے کہ اسی طرح آج کے اخبارات کی خبر کے مطابق ناجائز اثاثوں کے آخری کیس میں جناب زرداری بری ہوگئے ہیں تو میاں صاحب کی گاڑی بھی اس شاہراہ پر چل پڑے۔ تاکہ سفر آسانی سے اختتام پذیر ہو۔

ادھر میاں صاحب نے اعلان کیا۔ دفعہ ۶۲-۶۳ جو امین وصادق ہونے کی پابند بناتی ہے اس میں تبدیلی لانا ہے۔ پیپلز پارٹی اس کے لئے پہلے ادھر ادھر بدکنے کے بعد متفق نظر آرہی ہے۔ ہمارے مخدوم اور قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ ڈٹ گئے اور واضح پیغام دیا کہ قانون صحیح ہے۔ اس میں ترمیم کرنا قطعاً قبول نہیں۔ صحیح قانون کا غلط استعمال روکنے کے لئے قانون کو ہی تبدیل کردینا بالکل ناقابل قبول روایت ہے۔ اس سے اجتناب برتا جائے۔

جناب پروفیسر طاہر القادری کینیڈا سے تشریف لائے اور پھر لندن تشریف لے گئے۔ ہائے! آپ

کی یہ آنیاں، جانیاں کیا سماں باندھے ہوئے ہیں۔ جناب عمران خان، جناب شیخ پرویز رشید، چوہدری شجاعت صاحب کی لندن کی مجوزہ ملاقات کی خبروں نے تہلکہ مچایا۔

امریکہ کے نئے صدر گرامی ڈونلڈ ٹرمپ نے افغانستان پالیسی پر بیان دیتے ہوئے سٹیٹ آف پاکستان کو دہشت گردوں کا سرپرست قرار دے کر سنگین نتائج بھگتنے کی وارننگ دی۔ چین، روس نے امریکہ کو ہوش کے ناخن لینے کا پیغام بھجوایا ہے۔ اس دوران حکومت اور تمام مقتدر ادارے وطاقتیں بمع سیاسی جماعتوں کے سب، امریکہ کو جواب دینے کے لئے ایک ہوگئے۔ ان حالات میں ایک یہ اچھی خبر ہے۔

جناب بھائی الطاف نے فرمایا تھا کہ میں برسر اقتدار آیا تو قادیانیوں کی تبلیغ پر عائد آئینی پابندی ختم کردوں گا۔ خداوند کریم کا کرنا کہ خود اس کی اپنی تقریروں پر پابندی لگ گئی۔

میاں صاحب نے قادیانیوں کو نوازا تھا۔ خود اقتدار سے محروم ہوگئے۔ اسی کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز ہے۔

مدارس کے لئے نیا چیرٹی بل پنجاب حکومت لارہی ہے۔ اس پر ہمارے مخدوم حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری مدظلہ جو کچھ ارشاد فرمائیں گے وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہوگا۔

آپ دوست عید کی تیاریاں کررہے ہوں گے۔ جب کہ بندہ عاجز نے آج اسلام آباد کا سفر کرنا ہے۔ کل ۲۸؍اگست ۲۰۱۷ء کو تمام دینی و سیاسی جماعتوں کی اے. پی. سی شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے طلب کررکھی ہے۔ اگلے شمارہ میں یہاں سے گفتگو کا آغاز کریں گے۔ انشاء اللہ!

چوہدری جمال دین کمالیہ کا سانحہ ارتحال

چوہدری جمال دین کمالیہ ۲۴؍اگست بروز بدھ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ چوہدری صاحب مرحوم کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ حضرت خواجہ خان محمد ؒ جب بھی کمالیہ تشریف لاتے تو چوہدری صاحب کے ہاں مقیم رہتے۔ مولانا عبدالمجید لدھیانوی ؒ جب کمالیہ میں تھے تو مرحوم کا استاذ جی ؒ سے تعلق تھا اور جب کبیروالا اور کہروڑپکا میں چلے گئے تب بھی آپس میں گہرا تعلق رہا۔ استاذ جی ؒ بھی کمالیہ میں چوہدری صاحب ؒ کے ہاں مہمان ہوتے۔ سلیم پور کے رہائشی تھے۔ کمالیہ میں پٹواری کی پوسٹ پر رہے۔ صحت و بیماری ہر حال میں نماز روزے کی قضاء نہ ہونے دیتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون ودعا گو تھے۔ کافی عرصہ علیل رہے۔ نماز جنازہ کمالیہ کی مرکزی عیدگاہ میں دن دس بجے پڑھائی گئی۔ جنازہ میں شہر کے معزز حضرات مذہبی وسیاسی جماعتیں علماء وطلباء کثیر عوام الناس نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کمالیہ کے امیر پیر جی عتیق الرحمن، ناظم حافظ عمران، ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب نے لواحقین سے تعزیت واظہار ہمدردی کی اور لواحقین کو صبر جمیل کی تلقین فرمائی۔

خلیفہ ثانی ...... سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

مولانا محمد وسیم اسلم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم، اما بعد!

اللہ رب العزت کی برگزیدہ ہستیوں کی نبوت کا سلسلہ تو حضور خاتم الانبیاء ﷺ پر کامل و مکمل ہو چکا ہے۔ نبوت محمدیہ اور شریعت محمدیہ ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آئے گا، نہ کوئی نئی شریعت۔ بنی اسرائیل میں ایک نبی کے بعد اس کی جگہ دوسرا نبی آتا رہا۔ لیکن حضور خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا: ''انہ لا نبی بعدی '' میرے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ البتہ میری امت میں خلفاء آئیں گے۔ (بخاری ا،ص ۴۹۱)

ان خلفاء میں مسلمانوں کے دوسرے اولوالعزم خلیفہ رسول، جن کے بارے میں لسان نبوت سے یہ الفاظ جاری ہوئے کہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ (شخص) عمر بن خطاب ہوتا۔'' (ترمذی ۲،ص ۲۰۹)

مسلمانوں کے یہ خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن خطاب ہیں۔ جن کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق مشہور تھا۔ کنیت اور لقب دونوں سرور کائنات ﷺ کے عطا کردہ ہیں۔ آپ کا نسب نویں پشت میں کعب بن لوی پر پہنچ کر سرور کائنات ﷺ سے جا ملتا ہے۔

اسلام کی عظمت و سربلندی کے لئے سرور کائنات ﷺ عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام (ابوجہل) دونوں میں سے ایک کی ہدایت کے لئے دعا مانگتے رہے، تو جب آپ ﷺ پر یہ بات بذریعہ وحی واضح ہوگئی کہ عمرو بن ہشام (ابوجہل) کے حق میں ہدایت نہیں تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

''اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة ''اے اللہ! خاص عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت و سربلندی عطا فرما۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲،ص ۳۷۰)

سرور کائنات ﷺ کی یہ دعا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی اور اللہ رب العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دین اسلام کی عظیم نعمت سے مالا مال فرمایا۔

اسباب کے درجہ میں آپ کے قبول اسلام کے متعدد واقعات موجود ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ ذیل میں درج کئے دیتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ: ''ایک دن میں حضور ﷺ کا مقابلہ کرنے کے لئے گھر سے نکلا۔ اس وقت تک میں مسلمان نہیں ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ مجھ سے پہلے ہی مسجد حرام میں پہنچ چکے ہیں، (اور نماز پڑھ رہے ہیں) میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سورۃ الحاقہ کی تلاوت شروع فرمائی۔ میں قرآن پاک کے انداز بیان پر حیران ہوا، اور دل میں کہنے لگا کہ جیسے قریش کے لوگ کہتے

ہیں یہ شخص تو واقعی شاعر ہے۔ اسی وقت آنحضرت ﷺ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں: ’’انہ لقول رسول کریم، وما ھو بقول شاعر قلیلاً ما تؤمنون ‘‘(الحاقہ:۴۰،۴۱) یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا۔ پس جس پر آیا وہ ضرور رسول ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں مگر تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت سن کر میں نے دل میں کہا: یہ تو کاہن بھی ہے کہ میرے دل کی بات جان گیا۔ اسی وقت آپ ﷺ نے یہ آیتیں تلاوت شروع فرمادیں کہ: ’’ولا بقول کاھن قلیلاً ما تذکرون ‘‘(الحاقہ:۴۲) اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے (جیسا کہ بعض کفار آپ کو کہتے تھے) تم بہت کم سمجھتے ہو۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اسی وقت اسلام میرے دل میں گھر کر گیا۔‘‘ (مسند احمد بن حنبل ا،ص۱۷)

حضرت عمرؓ کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد حضرت ارقمؓ کے گھر موجود صحابہ کرامؓ نے فضاؤں میں اس قدر زور آور نعرہ تکبیر بلند کیا کہ وادی مکہ گونج اٹھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ کلمہ توحید پڑھ کر جب میں دائرہ اسلام میں داخل ہوا تو میں نے سرور کائنات ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! ہم ضرور حق پر ہیں۔ میں نے عرض کیا: تو پھر چھپ کر عبادت کیوں؟ فرماتے ہیں کہ ہم دو صفیں بنا کر نکلے۔ ایک میں حضرت حمزہؓ اور دوسری میں میں (عمرؓ) تھا۔ حتیٰ کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ قریش نے مجھے اور حضرت حمزہؓ کو دیکھا تو انہیں بہت رنج اور صدمہ پہنچا۔ اسی روز سے سرور کائنات ﷺ نے مجھے فاروق کا لقب عطا فرمایا۔ کیونکہ اسلام ظاہر ہوگیا اور حق وباطل کے درمیان فرق پیدا ہوگیا۔ (دلائل النبوۃ ج ا،ص۷۹)

سیدنا عمر فاروقؓ کے اسلام لانے کے بعد ان کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو جرأت، شجاعت، صداقت، دیانت اور امانت آپ کی سیرت کے درخشاں باب نظر آتے ہیں۔ جب آپ نے ۲۲؍ جمادی الثانی ۱۳؍ ہجری مطابق ۲۳؍ اگست ۶۳۴ء میں مسند خلافت سنبھالی تو دس سال کے قلیل عرصہ میں عدل، انصاف، سلطنت، حدود سلطنت کے انتظامات، رعایا کی جملہ ضروریات، مہارت، نگہداشت، خوش اسلوبی اور ذمہ داریوں کو نبھانے کی یوں مثالیں قائم کیں کہ آج ساڑھے چودہ سو سال کے بعد غیر مسلم بھی آپ کو تاریخ کا عظیم ترین حکمران تسلیم کرنے سے انکاری نہیں۔ آپ نے مختصر عرصہ میں کرہ ارض پر اسلام کا ایسا نقشہ قائم کیا کہ دنیا کے عظیم فاتحین، سلطنت روم، قیصر وکسریٰ سمیت یونان کے سکندر اعظم کے کارنامے بھی فاروق اعظمؓ کے کارناموں کے مقابلہ میں بعد ہیچ نظر آتے ہیں۔

آپ کے کارناموں کی داستانیں اتنی ہیں کہ زمان ومکان کے ساتھ ساتھ قلم بھی ان کی تفصیل یا ان کے شمار کا تانہ بانہ بنانے سے عاجز ہے۔ اسی لئے صرف چند مشہور کارناموں کا اجمالی ذکر کئے دیتا ہوں۔

حضرت عمر فاروقؓ ہی وہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں کہ جنہوں نے ہجری تاریخ کا آغاز کیا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کو جمع قرآن کا مشورہ دیا۔ معاشرتی جرائم کی روک تھام کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کر کے اسلامی سزاؤں کا نفاذ کیا۔ جسے حاکم مقرر کرتے اس کے اثاثہ جات کی تفصیل لکھ لیتے۔ اہل علم اور اہل رائے پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ بنائی جس میں تمام ملکی وقومی مسائل زیر بحث لائے جاتے۔ مجلس شوریٰ کے علاوہ ایک مجلس عامہ بھی قائم کی، جس میں مہاجرین وانصار سمیت تمام سرداران قبائل شریک ہوتے، یہ مجلس نہایت اہم امور کے پیش نظر طلب کی جاتی اور اتفاق رائے سے فیصلے کئے جاتے۔ عدالتی نظام کے استحکام سمیت مختلف علاقوں میں جج مقرر فرمائے۔ باقاعدہ تراویح کی جماعت قائم کرائی۔ تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر فرمائی۔ ائمہ، مؤذنین، معلمین اور مدرسین کے مشاہرے مقرر فرمائے۔ متفرق لوگوں کے حتیٰ کہ پیدا ہونے والے بچوں کے وظائف بھی مقرر فرمائے۔ باقاعدہ بیت المال قائم کئے گئے۔

آپ کے عہد خلافت میں ۳۶۰۰ علاقے فتح ہوئے۔ ۴۰۰۰ عام مساجد اور ۹۰۰ جامع مسجدوں کی تعمیر ہوئی۔ یتیم بچوں کی پرورش کا انتظام کیا گیا۔ راستوں میں مسافر خانے اور غلے کے گودام بنوائے، جن سے مسافروں کی مدد کی جاتی۔ مختلف شہروں میں بھی مہمان ومسافر خانے بنوائے۔ خبر رسانی (ڈاک خانے) کا نظام پختہ کیا۔ گورنرز کے لئے حکومتی اقدامات متعین فرمائے۔ خراج کی وصولی کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں کی پیائش کرائی۔ اسلامی سکے رائج فرمائے۔

سرور کائناتﷺ نے کئی بار آپ کو اسلامی افواج کا سپہ سالار بھی بنایا، دشمنوں پر آپ کی ایسی دھاک بیٹھی کہ وہ میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کر جاتے۔ افواج اسلام کی صحیح معنوں میں بنیادیں استوار کیں۔ آپ نے فوجی چھاؤنیاں بھی بنائیں۔ اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لئے چھ رکنی مجلس شوریٰ بھی قائم فرمائی۔ رات کو اٹھ کر گلیوں میں گشت کرتے کہ کوئی بھوکا تو نہیں سو رہا۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے پر کوئی کتا بھی بھوکا مر گیا تو اس کا بھی عمرؓ جواب دہ ہوگا۔ آپ کے عدل وانصاف اور تواضع وانکساری کی بے شمار مثالیں قائم ہیں۔ آپ نے اپنی ذات اور اپنے گھر والوں کے معاملہ میں بھی انصاف کا دامن نہیں چھوڑا۔ ایک مرتبہ آپ بیمار پڑ گئے، اطباء نے علاج کے طور پر شہد تجویز کیا۔ شہد بیت المال میں موجود تھا لیکن آپ بلا اجازت نہیں لے سکتے تھے۔ آپ نے مسجد نبوی میں لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ آپ لوگ اجازت دیں تو میں تھوڑا سا شہد لے لوں۔

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو فیروز نامی غلام نے فجر کی نماز میں حملہ کیا تو آپ شدید زخمی ہوگئے۔ انہیں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے یکم محرم الحرام ۲۴ھ ہفتہ کے دن جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ حضرت صہیب رومیؓ نے پڑھایا۔ حضورﷺ کے پہلو مبارک میں دفن ہوئے۔ اللہ رب العزت تمام صحابہ کرامؓ پر ابر رحمت نازل فرمائے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ!

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

حافظ عتیق الرحمن

نواسۂ رسول سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۵ رشعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت کی خبر سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ کان میں اذان دی اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو عقیقہ کرنے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنے کی تلقین فرمائی اور آپ کا نام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ منتخب فرمایا۔ (سیدنا حسین بن علی ص ۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بے انتہاء محبت کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان کو گود میں اٹھاتے، کبھی کندھے پر بٹھاتے، کبھی ہونٹوں پر بوسہ دیتے اور رخسار چومتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نواسوں سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے ہوتے اور سامنے نواسے آجاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ چھوڑ کر جاتے اور نواسوں کو کندھوں پر اٹھاتے اور پھر منبر پر تشریف لاکر نواسوں کو اٹھائے ہوئے خطبہ ارشاد فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ربیع الاوّل ۱۱ھ میں ہوا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی زندگی کے ابتدائی چھ یا سات سال براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں کی خود نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کھجوریں جب توڑی جاتیں تو لوگ صدقے کی کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ان کھجوروں کے ساتھ کھیل رہے تھے اسی اثناء میں ایک نے کھجور پکڑی اور منہ میں ڈال لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تو خود منہ سے کھجور نکال دی اور فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آل محمد صدقہ نہیں کھاتے۔“

ابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان نکال کر حسین رضی اللہ عنہ کو دکھاتے تو حسین رضی اللہ عنہ آپ کی زبان کی سرخی کو دیکھ کر آپ کی طرف اچھلتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ اپنے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تربیت میں رہے اور علم حاصل کرتے رہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث روایت کرتے ہیں۔ ابن عساکر اپنی کتاب ”تاریخ دمشق“ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک قریش سے فرمایا۔ جب تم مسجد نبوی میں داخل ہو وہاں

ایک ایسا حلقہ ہو جس میں لوگ یوں بیٹھے ہوں گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں تو وہ حضرت حسین ؓ کا حلقہ ہوگا۔ یہی نقشہ بالکل رسول اللہ ﷺ کی مجلس کا ہے۔

حضرت حسین ؓ کو تواضع، انکساری، شجاعت اور سخاوت وراثت میں ملی تھی۔ تمام صحابہ کرام ؓ آپ کا بے حد ادب واحترام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ جب خلیفہ بنے تو حیرہ فتح ہوا تو آپ نے اس کے مال غنیمت میں سے ایک قیمتی چادر حضرت حسین ؓ کو ہدیہ میں بھیجی، آپ نے اس کو قبول فرمالیا۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے حضرت حسین ؓ کے لئے ۵ ہزار درہم بدری صحابہ کے برابر وظیفہ مقرر فرمایا۔ ایک مرتبہ اسلامی فتوحات میں کپڑا آیا اس میں حضرات حسنین کریمین ؓ کے موافق کوئی پوشاک نہ ملی تو حضرت عمر فاروق ؓ نے خصوصی طور پر علاقہ یمن کی طرف ایک آدمی روانہ کیا۔ وہاں سے مناسب لباس آیا تو حضرات حسنین ؓ نے اسے زیب تن کیا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا کہ اب میری طبیعت خوش ہوئی ہے۔

حضرت عثمان بن عفان ؓ کے پوتے کا نکاح حضرت حسین ؓ کی بیٹی فاطمہ سے ہوا۔ حضرت حسن ؓ کی وفات کے بعد خلیفہ حضرت امیر معاویہ ؓ بنتے ہیں۔ حضرت معاویہ ؓ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ زمانہ سخت فتنہ کا ہے آپ اپنے بعد کے لئے کوئی ایسا انتظام کریں کہ پھر مسلمانوں میں تلوار نہ چلے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کے بیٹے یزید کا نام خلافت کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت معاویہ ؓ کو شروع میں کچھ تامل ہوتا ہے۔ بالآخر بیعت یزید کا قصد کرلیا جاتا ہے۔ حضرت معاویہ ؓ مدینہ کی طرف قاصد کو بھیجتے ہیں کہ وہ سیدنا امام حسین ؓ کو بیعت یزید کے لئے قائل کریں۔ لیکن حضرت حسین ؓ صاف انکار کردیتے ہیں۔ حضرت حسین ؓ کے ساتھ ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ وغیرہ حضرات نے بھی صاف انکار کردیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب حضرت امیر معاویہ ؓ کی وفات ہوتی ہے تو یزید نے تخت خلافت پر آتے ہی مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا کہ وہ حضرت حسین ؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو بیعت یزید پر مجبور کرے۔ ان حضرات کو بلایا گیا تو ان حضرات نے پھر صاف انکار کردیا اور حضرت حسین ؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ مدینہ سے مکہ چلے گئے۔ ادھر جب اہل کوفہ کو حضرت امیر معاویہ ؓ کی وفات کی خبر ملی تو انہوں نے حضرت حسین ؓ کو خط لکھا کہ ہم بھی یزید کی بیعت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آپ فوراً کوفہ آجائیے۔ ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پھر خطوط کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت حسین ؓ خطوط سے متاثر ہوکر اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو خط دے کر کوفہ کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ فرماتے ہیں۔ حضرت مسلم بن عقیل ؒ کوفہ پہنچ کر

چند روز کے قیام سے اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہاں کے لوگ بیعت یزید سے متنفر اور حضرت حسین ؓ کی بیعت کے لئے بے چین ہیں تو حضرت مسلم بن عقیل نے حضرت حسین ؓ کو کوفہ کے لئے دعوت دے دی کہ یہاں کے لوگ آپ کی بیعت کے لئے تیار ہیں۔ آپ تشریف لے آئیں۔

ادھر یزید نے کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر کو معزول کر کے ابن زیاد کا تقرر کر دیا اور اس کو پیغام بھیجا کہ مسلم بن عقیل ؒ کو گرفتار کر کے قتل کر دے۔ ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل ؒ کو گرفتار کیا اور حکم کیا کہ مسلم بن عقیل ؒ کو قصر امارت کے اوپر والی منزل پر لے جاؤ اور سر کاٹ کر نیچے پھینک دو۔ ابن زیاد کے حکم کی تعمیل ہوئی اور مسلم بن عقیل ؒ شہید کر دیئے گئے۔

حضرت مسلم بن عقیل ؒ کی شہادت کے وقت حضرت حسین ؓ کوفہ کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ شہادت کی خبر بعد میں ملی۔ حضرت حسین ؓ مکہ سے روانہ ہوئے تو صحابہ کرام ؓ نے بھرپور کوشش کی کہ کسی طرح آپ رک جائیں۔ لیکن آپ نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے اور مجھے آپ ﷺ کی طرف سے ایک حکم دیا گیا ہے میں اس حکم کی بجا آوری کے لئے جا رہا ہوں۔

حضرت حسین ؓ اور آپ کے ساتھی چل رہے تھے کہ راستہ میں ایک ہزار گھوڑے سوار فوج حر بن یزید کی قیادت میں مقابلہ پر آ گئی۔ دونوں لشکروں نے پڑاؤ ڈالا۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہوا۔ اذان کے بعد حضرت حسین ؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں لوگوں کو بتایا کہ میں تمہارے خطوط کی وجہ سے سفر کر کے آیا ہوں اور آج تم میرے مقابلہ کے لئے آئے ہو۔ اسی طرح کا ایک خطبہ عصر کے وقت بھی ارشاد فرمایا۔

ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو خط لکھا کہ حضرت حسین ؓ کا پانی بند کر دو۔ یہ واقعہ حضرت حسین ؓ کی شہادت سے تین روز پہلے کا ہے۔ حضرت حسین ؓ عمرو بن سعد سے ملے اور اس کو فرمایا کہ ہمارے بارے میں تین صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار کر لو۔

۱...... میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔

۲...... یا مجھے یزید کے پاس جانے دو۔ میں خود اس سے اپنا معاملہ طے کروں گا۔

۳...... یا مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر پہنچا دو۔

لیکن ان صورتوں میں سے کسی کو قبول نہ کیا گیا اور شمر کو لشکر دے کر مقابلہ کے لئے بھیج دیا گیا۔ یہ ۹ محرم الحرام کا واقعہ ہے۔ شمر جب مقابلہ کے لئے آیا تو اس نے آتے ہی قتال کا اعلان کر دیا۔ لیکن حضرت حسین ؓ نے فرمایا کہ مجھے آج کی رات عبادت میں گزارنے دو۔ اس پر وہ واپس ہو گئے۔ حضرت حسین ؓ نے اپنے اہل بیت کو وصیت فرمائی کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری شہادت پر تم کپڑے پھاڑنا یا سینہ کوبی ہرگز نہ کرنا۔ آواز سے رونے چلانے سے بچنا۔ جب جنگ کے لئے صف بندی ہو چکی تو

حضرت حسین ؓ نے دشمن کی فوج کو ایک دردانگیز خطبہ ارشاد فرمایا جس طرح کہ حضرت عثمان ؓ نے آخری وقت میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضرت حسین ؓ نے فرمایا: اے لوگو! تم میرا نسب دیکھو، کیا میں تمہارے نبی کی صاحبزادی کا بیٹا نہیں ہوں، کیا تمہیں یہ حدیث نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے بھائی حسن ؓ کو سیدا شباب اھل الجنہ فرمایا۔ اس کے بعد آپ گھوڑے سے اتر آئے تو شمر کی طرف سے پہلا تیر چلایا گیا۔

اس کے بعد گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو حضرت حسین ؓ کے اکثر رفقاء شہید ہوچکے تھے اور دشمن آپ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ نے صلوٰۃ الخوف پڑھی اور قتال شروع کردیا۔ آپ کے سامنے آپ کے بیٹے علی اکبر ؓ کو شہید کرکے لاش کے ٹکڑے کردیئے۔ یہاں تک کہ آپ ؓ میدان جنگ میں اکیلے رہ گئے۔ باقی سب رفقاء کو شہید کردیا گیا تو شمر دس آدمی ساتھ لے کر حضرت حسین ؓ کی طرف بڑھا اور آواز دی کہ سب یکبارگی حملہ کرو۔ اس پر بہت سے بدنصیب آگے بڑھے اور تلواروں سے حملہ کردیا اور یہ ابن رسول اللہ ﷺ خیر خلق اللہ فی الارض ظالموں کا دلیرانہ مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ شمر نے حکم دیا کہ جگر گوشہ رسول کا سر کاٹ دو تو ایک بدبخت نے یہ کام سرانجام دے دیا۔ اس کے بعد آپ ؓ کے سر کو گھوڑوں کی ٹاپوں میں روندا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ابن زیاد کی شقاوت نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ حکم دیا کہ حضرت حسین ؓ کے سر مبارک کو ایک لکڑی پر رکھ کر کوفہ کے بازاروں اور گلی کوچوں میں گھمایا جائے تو اسی طرح کیا گیا اور اس کے بعد امام حسین ؓ کا سر مبارک اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو یزید کے پاس بھیج دیا۔

جب یہ قافلہ یزید کے پاس پہنچا تو اس نے ابن زیاد پر لعن طعن کیا اور کہا کہ میں تم سے اتنی ہی اطاعت چاہتا تھا کہ بغیر قتل کے گرفتار کرلو۔ اللہ تعالیٰ ابن سمیہ پر لعنت کرے اس نے ان کو قتل کردیا۔ خدا کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو میں معاف کردیتا۔

یزید کا یہ غم کا اظہار کرنا اپنی بدنامی کا داغ مٹانے کے لئے تھا یا حقیقت میں کچھ خدا کا خوف اور آخرت کا خیال آگیا۔ یہ تو علیم وخبیر ہی جانتا ہے۔ مگر یزید کے اعمال اور کارنامے اس کے بعد بھی سب سیاہ کاریوں سے لبریز ہیں۔ اس کے بعد یزید نے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو مدینہ روانہ کیا اور ساتھ فوج کا دستہ روانہ کیا جس نے ان کی ہر ضروریات کو پورا کیا۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ جو لوگ قتل حسین ؓ میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک بھی نہیں بچا۔ جس کو آخرت سے پہلے دنیا میں سزا نہ ملی ہو۔ کوئی قتل کیا گیا، کسی کا چہرہ سخت سیاہ ہوگیا یا مسخ ہوگیا۔ یہ ان کے اعمال کی اصلی سزا نہیں بلکہ اس کا ایک نمونہ ہے جو عبرت کے لئے دنیا میں دکھا دیا گیا۔ (شہید کربلا مفتی شفیع رحمہ اللہ)

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:29

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲۷۱...... مسعود ابن سعد ابن عامر الاوسی الانصاریؓ

بعض حضرات نے کہا کہ مسعود عبد سعد ہیں۔ غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے اور غزوہ خیبر کے موقع پر جام شہادت نوش فرمایا۔ (ابن ہشام ۲/۳۴۴)

۲۷۲...... مسعود بن سعد بن قیس الخزرجی الانصاریؓ

مسعود غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے اور بیر معونہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ (ابن ہشام ۲/۳۵۸)

۲۷۳...... مصعب ابن عمیر ابن ہاشم القرشی العبدریؓ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ فاضل صحابہ کرام میں سے تھے۔ آپ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے اور اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ جب آپ کے گھر والوں کو معلوم ہوا کہ مصعب مسلمان ہو چکے ہیں تو گھر والوں نے انہیں باندھ دیا۔ آپ نے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دوسری مرتبہ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ مصعب ابن عمیر مکہ مکرمہ کے خوش پوش اور خوش خوراک لوگوں میں سے تھے۔ آپ کی والدہ نے آپ کو ناز و نعم میں پالا تھا۔ بیعت عقبہ اولیٰ کے وقت سرور کائنات ﷺ نے اہل مدینہ کی تعلیم کے لئے بھیجا اور آپ معلم القرآن کہلائے۔ آپ ہی نے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد لوگوں کو جمعہ کے دن جمع فرمایا۔ حضرت اسید بن حضیرؓ اور حضرت سعید بن معاذؓ نے آپ کے ہاتھ اسلام قبول کیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ مکہ مکرمہ کے خوش پوشاک اور ناز و نعم سے پلے ہوئے جوان تھے۔ آپ کو حسن و جمال سے وافر حصہ ملا تھا۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ راوی ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ ملنے کے لئے آئے۔ ان کے جسم پر ایک چھوٹی سے چادر تھی جس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب سرور کائنات ﷺ نے ان کا پچھلی زندگی کے ساتھ تقابل کیا تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہو گے جو صبح کے وقت کپڑوں کا ایک جوڑا زیب تن کرتا ہے اور شام کو دوسرا۔ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ ہمارے موجودہ حالات کئی لحاظ سے بہتر ہیں۔ اب ہمیں عبادت کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے اور ہم کئی الجھنوں سے بچ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم آج کل بہتر حالت میں ہو۔ جب مصعب بن عمیرؓ فوت ہوئے تو ان کا سارا ترکہ ایک ایسی چادر

تھی جس سے اگر سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ حضورﷺ نے فرمایا ان کا سر چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔ حضرت عبید بن عمیرؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ غزوہ احد میں حضرت مصعبؓ کی میت کے پاس کھڑے ہوئے۔ وہ منہ کے بل زمین پر گرے ہوئے تھے۔ میں حضورﷺ کے پاس تھا۔ آپﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''من المومنین رجال صدقوا ماعاھدوا اللہ علیہ ومنھم من ینتظر وما بدلو تبدیلا: الاحزاب: ۲۳'' بلاشبہ اللہ کا رسول گواہ ہے کہ تم قیامت کے دن شہیدوں میں ہوگے۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: لوگو! آؤ ان کی زیارت کرو اور ان پر سلام بھیجو جو ان پر سلام بھیجے گا یہ ان کے سلام کا جواب دیں گے۔ آپ نے صرف ایک بیٹی یادگار چھوڑی۔ جن کا نام زینب تھا۔ (اسد الغابہ ۵/۱۹۰)

۲۷۴...... مظہر بن رافع ابن عدی الاوسی الانصاریؓ

آنجناب ظہیر بن رافع کے سگے بھائی تھے۔ اسد الغابہ، اصابہ، طبقات وغیرہ نے انہیں بدریین میں شمار نہیں کیا۔ آپ غزوہ احد اور بعد والے تمام غزوات میں شریک ہوئے اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت پایا۔ واقدی کہتے ہیں کہ مظہر شام سے طاقت ور مرد لائے۔ تاکہ ان کی زمین درست کرنے میں تعاون کریں۔ جب آپ خیبر میں تشریف لائے تو تین دن خیبر میں قیام فرمایا۔ یہودیوں نے ان شامیوں کو آنجناب کے قتل کے لئے برانگیختہ کیا۔ جب آپ خیبر سے نکل رہے تھے تو انہوں نے آپ کو اپنے قابو میں لے کر قتل کر دیا۔ قتل کے بعد خیبر میں واپس آ گئے۔ یہود نے انہیں خرچہ پانی دیا۔ تاکہ وہ شام جا سکیں۔ چنانچہ آپ کے قتل کے بعد وہ شام واپس چلے گئے۔ انہیں خباثتوں کی وجہ سے سیدنا فاروق اعظمؓ نے یہود کو خیبر سے نکال دیا۔

(اسد الغابہ ۵/۲۰۲)

۲۷۵...... معاذ بن جبل ابن عمرو الخزرجی الانصاریؓ

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ آپ حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ ان چھ حضرات میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہﷺ کی زندگی میں قرآن پاک جمع کرنا شروع کیا تھا۔ ابھی آپ نوعمر تھے۔ سرور دو عالمﷺ نے آپ کی مواخات اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن طیارؓ سے کرائی۔ حضرت معاذؓ عقبہ ثانیہ کے ستر انصار میں شامل تھے جنہوں نے سرور کائناتﷺ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کی اور آپﷺ کو مدینہ منورہ تشریف لانے کی دعوت دی۔ آنجناب بدر، احد سمیت تمام غزوات میں رحمت دو عالمﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ غزوہ تبوک کے بعد سرور عالمﷺ نے آپ کو یمن کی طرف قاضی اور گورنر بنا کر بھیجا۔ ایک مکتوب گرامی بھی اہل یمن کے نام لکھ کر دیا اور فرمایا کہ میں اپنے رفقاء میں

سے ایک اہم شخصیت کو تمہاری طرف بھیج رہا ہوں۔ سرور دو عالم ﷺ کی وفات تک آپ یمن میں رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زمام خلافت سنبھالی تو آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ پھر آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی رفاقت میں شام کی جنگوں میں شریک رہے۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ طاعون کی وجہ سے وفات پارہے تھے تو انہوں نے آپ کو اپنا قائم مقام قرار دیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے دور خلافت میں انہیں اس عہدہ پر برقرار رکھا۔ چنانچہ آپ نے اسی سال وفات پائی۔ آپ خوبصورت چہرہ ومہرہ رکھنے والے انسان تھے۔ سخاوت میں ہاتھ کھلا رکھتے تھے۔ آپ سے ۱۵۷ احادیث منقول ہیں۔ آپ اردن کے علاقہ میں فوت ہوئے اور ''ور'' میں دفن ہوئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر معاذؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ آپ ۱۷ ہجری یا ۱۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۸ سال تھی۔

(ابن ہشام ۲/۳۵۶)

۲۷۶...... معاذ بن الحارث ابن رفاعہ الخزرجی المعروف ابن عفراءؓ

معاذ اپنے بھائیوں عوف اور معوذ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ نیز غزوہ احد سمیت تمام غزوات میں بھی شرکت فرمائی۔ یہ بھی روایت ہے کہ معاذ بن الحارث اور رافع ابن مالک الزرقی نے انصار میں سے سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا۔ نیز آپ ان آٹھ حضرات میں سے تھے جو انصار میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ نیز ان چھ آدمیوں میں سے انہیں شمار کیا گیا ہے جو مکہ مکرمہ میں انصار میں سے سب سے پہلے سرور دو عالم ﷺ کو ملے اور اسلام قبول کیا۔ ان سے پہلے انصار میں سے کسی کو یہ شرف نصیب نہ ہوا۔ حضور ﷺ نے آپ کی مواخات معمر ابن الحارثؓ سے کرائی۔ آپ کی وفات حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ہوئی۔

(طبقات ابن سعد ۳/۴۹۲)

۲۷۷...... معاذ بن عمرو بن الجموح الخزرجی الانصاریؓ

معاذ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں اپنے والد عمرو بن الجموح کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ کے والد محترم عمرو بن الجموع غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرما گئے اور ایسے ہی آپ کے بھائیوں معوذ بن عمرو اور خلاد بن عمرو نے بھی غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ معاذ ان حضرات میں سے ہیں جنہوں نے قتل ابوجہل میں حصہ لیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے موقع پر میرے دائیں بائیں دو نوخیز تھے۔ جس سے پریشانی طبعی امر ہے۔ اتنے میں ایک نوخیز نے میرا کندھا ہلا کر پوچھا ابوجہل کہاں ہے؟ میں نے پوچھا کیوں تو اس نے کہا میں نے اللہ پاک سے عہد کیا کہ میں نے اسے جہاں دیکھا ضرور قتل کروں گا۔ ابھی میں اسے کوئی جواب نہ دے پایا تھا کہ دوسرے نے بھی وہی سوال کیا۔ میں نے اشارہ ہی کیا تھا کہ وہ دونوں

اس پر جھپٹے۔ ایک نے اس کے گھوڑے پر حملہ کیا اور دوسرے نے اس کی ٹانگ کاٹ کر بے کار کر دیا۔ عکرمہ بن ابوجہل آگے بڑھے اور انہوں نے معاذ کے کندھے پر تلوار مار کر بازو کاٹ دیا۔ بازو کا کچھ حصہ باقی تھا اور میدان جہاد میں رکاوٹ کا باعث بن رہا تھا۔ تو معاذ نے وہ بھی کاٹ دیا اور ایک ہاتھ سے لڑتے رہے۔ معوذ ابن عفراء بھی ابوجہل پر حملہ آور ہوئے اور اسے نیچے گرادیا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ معاذؓ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت تک زندہ رہے۔ (الاستیعاب ۱۴۱۰/۳)

۲۷۸...... معاذ بن ماعص الخزرجی الانصاریؓ

رحمت دوعالم ﷺ نے ان کی مواخات سالم مولیٰ ابی حذیفہ سے کرائی۔ معاذ اپنے بھائی عائذ ابن ماعص کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد، خندق اور بیر معونہ میں شریک ہوئے اور آخر الذکر میں جام شہادت نوش فرمایا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے موقع پر زخمی ہوئے اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے مدینہ منورہ میں جان جان آفریں کے سپرد کی۔ (طبقات ابن سعد ۵۹۵/۳)

۲۷۹...... معبد بن عباد ابن قیشر الخزرجیؓ

آپ کی کنیت ابوحمیضہ تھی اور اسی سے آپ مشہور تھے۔ غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے۔ لاولد فوت ہوئے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ کا نام معبد بن عبادہ ہے۔ (ابن ہشام ۳۵۰/۲)

۲۸۰...... معبد ابن قیس ابن صخر الخزرجی الانصاری السلمیؓ

آپ کی والدہ کا نام زہرہ بنت زہیر تھا۔ آپ اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ ایسے ہی غزوہ احد میں بھی شرکت فرمائی۔ آپ بھی لاولد فوت ہوئے۔ (الاستیعاب ۱۴۶۷/۳)

حاجی محمد اسحاق مغل خانیوال کو صدمہ

حاجی محمد اسحاق مغل کی چوک خانیوال کے والد گرامی حاجی عبدالحمید مغل کارکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جگر کے مرض میں مبتلا ہو کر اچانک دارفانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم نیک سیرت اجلی صورت کے انتہائی خوش مزاج اور ملنسار انسان تھے۔ علماء کرام، مدارس کے طلباء عظام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان اور مبلغین حضرات سے محبت بھرا تعلق تھا جو تادم زیست قائم ودائم رہا۔ اتباع سنت اور بدعات و رسومات سے کنارہ کشی طبیعت ثانی بن چکی تھی۔ زندگی بھر رسومات سے دور رہے اور وصیت بھی کی کہ مرنے کے بعد ان کی میت کو بدعات و رسومات سے دور رکھا جائے۔ مرحوم کا جنازہ پیر خواجہ عبدالماجد صدیقی نے پڑھایا۔ ضلع بھر کے علماء کرام سمیت جم غفیر نے جنازہ میں شرکت کی۔ مولانا عبدالستار گورمانی نے لواحقین سے غم کا اظہار کرتے ہوئے انہیں صبر جمیل کی تلقین کی۔ قارئین سے دعاؤں کی استدعا ہے۔

قانون توہین رسالت ...... علمی اور عالمی تناظر میں

سجاد احمد چاون، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (ر)

گزشتہ کچھ سالوں سے ملک عزیز میں تعزیرات پاکستان میں موجود توہین رسالت، توہین قرآن، توہین صحابہ کرامؓ، توہین اہل بیتؓ مذہبی جذبات کو مجروح اور توہین مذہب کے جرائم پر انسانی حقوق کے نام پر ہرزہ سرائی کا ایک ان تھک سلسلہ جاری ہے۔ کبھی تو ان پر بے جا تنقید کر کے انہیں انسانی حقوق کے خلاف کہہ دیا جاتا ہے اور کبھی اظہار رائے کی آزادی کے نام پر زبان درازی کی جاتی ہے اور اپنوں اور پرائیوں کی سازشوں سے بدنیتی سے انہیں ختم کرنے کے بیانات داغے جاتے ہیں اور اس کے لئے قانون ساز اسمبلی کے فلور کو بھی استعمال کرنے کی مسلسل کوشش کی جارہی ہے۔

مذہبی منافرت بشمول توہین رسالت کو قابل تعزیر جرم قرار دینا، یہ صدیوں پرانا نہیں، بلکہ ہزاروں برس پہلے کا طے شدہ معاملہ ہے۔ اس کو غلط قانون اور خلاف اسلام قانون بتانا ذہنی دہشت گردی ہے اور بدترین نوعیت کی دہشت گردی ہے۔ ذرا ایک نظر دنیا بھر میں مذہبی منافرت کو روکنے کے لئے قانون سازی کی تاریخ پر ڈال لیتے ہیں۔ برطانوی حکومت نے ۱۸۶۰ء میں غیر منقسم ہندوستان میں تعزیرات ہند میں بذریعہ دفعات ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸ عبادت گاہ، مذہبی اجتماع، مدفن کی توہین اور مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کو قابل تعزیر، جرم قرار دیا۔

۱۹۲۷ء میں دفعہ ۲۹۵-اے کا اجراء کیا گیا جس کی رو سے مذہبی عقائد اور کسی بھی مذہب کی توہین کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا۔ یہ دفعات اب بھی تعزیرات ہند کے ذریعہ سے انڈیا میں لاگو ہیں۔ بنگلہ دیش اور پاکستان میں بھی لاگو ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں پاکستان میں بذریعہ دفعہ ۲۹۸-اے تعزیرات پاکستان، امہات المؤمنین، خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین کو جرم قرار دیا گیا۔ ۱۹۸۲ء میں پاکستان میں بذریعہ دفعہ ۲۹۵-بی تعزیرات پاکستان، کلام اللہ (قرآن مجید) کی توہین کو جرم قرار دیا گیا۔ ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں بذریعہ ۲۹۸-بی تعزیرات پاکستان، قادیانیوں پر پابندی لگائی گئی کہ وہ خلیفۃ الرسول، ام المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی، اہل بیت، اذان، مسجد کے الفاظ اپنے لئے یا اپنی عبادت گاہ کے لئے استعمال نہ کر سکیں گے۔

۱۹۸۶ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے بذریعہ دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان، توہین رسالت کو جرم قرار دیا۔ جس میں نبی اقدس ﷺ کی توہین کے مجرم کے لئے سزائے موت یا عمر قید کی سزا متعین کی گئی۔

مگر اس شق کی عمر قید کی حد تک وفاقی شرعی عدالت (ایف.ایس.سی) میں چیلنج کیا گیا۔ وفاقی شرعی عدالت (ایف.ایس.سی) نے اپنے فیصلہ (PLD 191 FSC 10) میں قرآن مجید، احادیث رسول اکرم ﷺ اور قابل قدر فقہاء کی آراء پر انحصار کرتے ہوئے عمر قید کی شق کو حذف کرنے کا حکم جاری کر دیا اور توہین رسالت کے مجرم کے لئے سزائے موت مع جرمانہ مقرر کر دی۔

یہ فیصلہ حتمی ہو گیا ہے۔ کیونکہ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۰۳-اے کے تحت وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کو تحفظ حاصل ہے اور ملک کی تمام عدالتیں بشمول ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ اس پر عمل درآمد کی پابند ہیں۔ ایف.ایس.سی کے فیصلہ کے زیر اثر مورخہ ۲ رجون ۱۹۹۲ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ قرارداد منظور کی کہ توہین رسالت کے مرتکب افراد کو سزائے موت دی جائے اور ۸ رجولائی ۱۹۹۲ء کو سینٹ میں اس بل کی منظوری دے دی کہ بے حرمتی رسول کے مرتکب کو سزائے موت دی جائے گی۔

مذہبی دل آزاری اور مذہب کی بنیاد پر جذبات کو مجروح کرنا پوری دنیا میں قابل تعزیر جرم قرار دیا جاچکا ہے۔ دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے تحت مسلمانوں کے خلاف الہ آباد ہائی کورٹ نے سزا کا حکم بحال رکھا۔ کیونکہ الزام یہ تھا کہ مسلمانوں نے گائے کو پھول پہنائے، اس کا جلوس نکالا، اسے کھلی جگہ پر ذبح کیا۔ پھر اس کا ڈھانچہ اور سینگ اس طرح اٹھا کر لے گئے کہ وہ سب کو نظر آرہے تھے۔ اس عمل کو ہندوؤں نے اپنے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا فعل قرار دیا۔ (1955 Cr. L. Jour 168 all)

اس کے علاوہ دنیا کے کئی غیر مسلم ممالک میں بھی توہین مذہب/ رسالت کی سزا موت مقرر ہے۔ جیسا کہ امریکہ کی ریاست Connecticut میں اس جرم کی سزا موت ہے۔ پچھلی صدی کے آخر میں برطانیہ کے ایک رسالہ (Gay News) نے ایک متنازعہ نظم شائع کی جس کا نام تھا:

"The Love that Dares to speak its Name."

یہ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے بارے میں توہین آمیز مواد رکھتی تھی۔ اس طرح یہ مقدمہ R.V Lemen کے نام سے عدالت میں چلا تو The House of Lords (برطانیہ کی سب سے بڑی عدالت) نے یہ بھی قرار دیا کہ توہین مذہب کے مقدمات میں مجرمانہ نیت کا موجود ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ جرم ثابت کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ توہین آمیز مواد شائع کیا گیا۔ یہ یاد رہے کہ قانون کا ایک مسلمہ اصول ہے جو پوری دنیا میں نافذ العمل ہے کہ کوئی فعل، جرم اس وقت بنتا ہے جب مجرمانہ نیت سے کیا گیا ہو۔ لیکن اس مقدمہ کی حساسیت کی وجہ سے اس اصول سے مستثنیٰ کیا گیا۔ ایک دیگر مقدمہ:

Ex- Magistrate R.V. Chief Metropolitan Stependiary Parte Choudhury (1991) میں Lord Scarman نے یہ اظہار کیا کہ برطانیہ میں

Blasphemy Law صرف عیسائی مذہب کا تحفظ کرتا ہے۔ اب ضروری ہے کہ تمام مذاہب کے تحفظ کے لئے اس کو توسیع دی جائے۔

یورپ میں بہت سے شائع شدہ مواد پر پابندی لگادی جاتی ہے کہ وہ توہین آمیز مواد رکھتا ہے۔ ۱۹۹۹ء سے انجمن اقوام متحدہ متعدد قراردادیں پاس کرچکی ہے کہ مذہب کی توہین رد کی جائے۔ اپریل ۱۹۹۹ء میں تنظیم اسلامی کانفرنس (OIC) پاکستان کی تحریک پر ایک قرارداد (UNO) کمیشن برائے انسانی حقوق کے روبرو پیش کی گئی جو کہ منظور کرلی گئی کہ توہین اسلام کی قراردادوں کو توہین مذاہب کے عنوان سے تعبیر کیا جائے۔ اب پاکستان کے ایک مشہور مقدمہ توہین رسالت کے پس منظر اور بعد کے واقعات پر نظر ڈالیں جو کہ خود ایک بولتی دستاویز ہے۔

۱۴/جون ۲۰۰۹ء کو ضلع ننکانہ میں آسیہ مسیح نامی خاتون نے رسول اللہ ﷺ اور کلام اللہ کی توہین کی۔ اس پر مقدمہ ۳۲۶/۰۹ زیر دفعہ ۲۹۵-سی ت.پ، تھانہ ننکانہ میں درج ہوا۔ فاضل ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ نے مورخہ ۸/نومبر ۲۰۱۰ء کو مجرمہ کو سزائے موت مع ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔

۲۰۱۱ء/۲۰۱۰ء کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے مجرمہ آسیہ مسیح سے شیخوپورہ جیل میں ملاقات کی اور اس کی سزا معاف کرانے کا اعلان کیا۔ اس کے علاوہ وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز بھٹی نے صدر پاکستان آصف علی زرداری کو رپورٹ پیش کی کہ آسیہ کو جھوٹے مقدمہ میں پھنسایا گیا ہے۔ ”عیسائیوں کے پیشوا پوپ بینی ڈکٹ نے ویٹی کن میں ۱۹۹ ممالک کے نمائندوں سے اپنے سالانہ خطاب میں کہا کہ پاکستان میں توہین رسالت کا قانون ختم کیا جائے۔ آسیہ کو رہا کیا جائے اور پاکستان میں عیسائی آبادی کو تحفظ دیا جائے۔“

عین اسی دوران وزارت اقلیتی امور و دیگر ملکی اور غیر ملکی اداروں اور شخصیات نے اس وقت کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو یاداشتیں تحریر کیں کہ اس قانون میں تبدیلی کی جائے۔ اس وقت کی (MNA) شیریں رحمان نے اس قانون میں تبدیلی کے لئے ترمیمی بل (Law Amendment Bill 2010) بھی پیش کیا۔ (خود بولتی دستاویز کی تمام معلومات قومی اسمبلی کی ویب سائٹ سے حاصل کی جاسکتی ہیں)

ان حالات کے پیش نظر ۱۵/دسمبر ۲۰۱۰ء کو اسلام آباد Dream Land ہوٹل میں عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس ایک تاریخ ساز کانفرنس تھی۔ اس میں تمام دینی وسیاسی جماعتوں کے سربراہوں نے شرکت کی (ماسوائے پاکستان پیپلز پارٹی، کیونکہ ان کو مدعو نہیں کیا گیا) اس کانفرنس میں یہ قرارداد پاس کی گئی کہ عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی بنیاد پر ملک کے نظریاتی تشخص کا تحفظ کیا جائے گا اور بیرونی مداخلت کا سدباب کیا جائے گا۔ اس کانفرنس کی قرارداد کے نتیجہ میں درج ذیل اقدامات پورے ملک میں کئے گئے۔

✿ ...... ۲۴؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو ملک بھر میں مساجد کی سطح پر احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔

✿ ...... ۳۱؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو پورے ملک میں شٹر ڈاؤن ہڑتال کی گئی۔

✿ ...... ۹؍جنوری ۲۰۱۱ء کو تبت سنٹر کراچی میں تاریخی مارچ اور فقید المثال جلسہ عام ہوا جس میں تمام قومی قائدین نے شرکت کی۔

✿ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے تمام اراکین پارلیمان کو ایک خط لکھا گیا جس میں آسیہ مسیح نامی خاتون کے کیس کی حقیقت واضح کی گئی اور ان سے عرض کیا گیا کہ وہ قانون توہین رسالت کے تحفظ میں اپنے کردار ادا کریں اور بیرونی مداخلت کو روکیں۔

✿ ...... ۷؍جنوری ۲۰۱۱ء کو خیبر پختونخواہ صوبائی اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی کہ قانون توہین رسالت میں ہرگز ترمیم نہ کی جائے۔

✿ ...... ۳۰؍جنوری ۲۰۱۱ء کو لاہور میں تاریخی ہڑتال کی گئی، لانگ مارچ کیا گیا اور اسلام آباد کانفرنس کی قراردادوں سے اتفاق کیا گیا۔

✿ ...... ۲۰؍فروری ۲۰۱۱ء کو پشاور میں ناموس رسالت ریلی نکالی گئی اور یہ اعلان کیا گیا کہ جب تک حکومت پارلیمنٹ میں یہ یقین دہانی نہیں کراتی کہ وہ توہین رسالت قانون کا تحفظ کرے گی۔ اس وقت تک یہ مظاہرے جاری رہیں گے۔ ناموس رسالت قانون کی تنسیخ کی صورت میں لانگ مارچ کا اعلان کیا گیا۔

✿ ...... وزیراعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی نے اعلان کیا کہ حکومت تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو نہیں چھیڑے گی۔ یہ بات انہوں نے ڈیرہ غازی خان میں صحافیوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہی۔ لیکن قائدین تحفظ ناموس رسالت اس پر مطمئن نہیں تھے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ یہ بیان پارلیمنٹ کے فورم پر دیا جائے۔

ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کے وزیراعظم محمد یوسف رضا گیلانی نے وزارت قانون کو ہدایت کی کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ (PLD 1991 FSC 10) کا قرآن حکیم اور احادیث رسول کی روشنی میں مکمل جائزہ لیا جائے۔

وزارت قانون کا وہ جائزہ اور اس پر فیصلہ ہر پہلو سے ایک خود بولتی دستاویز ہے۔ اس دستاویز میں قرار دیا گیا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا مذکورہ فیصلہ (PLD 1991 FSC 10) اب بھی رائج ہے اور اس کو آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۰۳-اے کا تحفظ حاصل ہے اور یہ کہ یہ فیصلہ قرآن واحادیث کے عین مطابق ہے۔ یہ کہ اس ریاست کا مذہب اسلام ہے۔ یہاں پر قرآن وسنت قانون کے بڑے ماخذ مانے

جاتے ہیں اور آئین کے مطابق قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا۔ اسی جائزہ میں دس قرآن پاک کی آیات اور سات احادیث کا حوالہ دیا گیا ہے جوکہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کی تصدیق کرتی ہیں۔

اس جائزہ میں ایک اعتراض کا جواب بھی سیر حاصل دیا گیا ہے کہ مذہبی جذبات کو مجروح کرنا، عبادت گاہوں کی بے حرمتی، مذہبی شخصیات کی توہین اور توہین رسالت کا قانون کئی ممالک میں نافذ العمل ہے اور جواب میں ۲۲ ممالک کے قوانین کے حوالے درج کئے گئے ہیں۔ جہاں پر مختلف طور سے یہ امور قابل تعزیر بنادیئے گئے ہیں۔ ان ممالک میں سعودی عرب، بنگلہ دیش، یمن، متحدہ عرب امارات، سوڈان، ملائیشیا، برطانیہ، سکاٹ لینڈ، مالٹا وغیرہ ممالک کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ اس خود بولتی دستاویز میں یہ بھی ذکر پایا جاتا ہے کہ آسٹریلیا میں ۱۹۹۱ء میں ایک مجرم کو توہین رسالت کے سلسلہ میں پھانسی دی گئی۔

ڈنمارک میں توہین رسالت کا قانون رائج ہے۔ نیوزی لینڈ میں توہین رسالت کے مجرم کو جوکہ The Maari Land کا پبلشر تھا کو سزا دی گئی۔ سکاٹ لینڈ میں ۱۶۹۷ء میں تھامس ہڈ کو توہین رسالت کے جرم پر پھانسی دی گئی۔ اس خود بولتی دستاویز میں دیگر کئی ممالک کے مجرموں کا ذکر ہے جوکہ مذہبی دل آزاری کے مرتکب ہوئے اور ان کو مختلف سزائیں دی گئیں۔ اس جائزہ رپورٹ کے نتیجے میں شریں رحمان کا ترمیمی بل مسترد کردیا گیا۔ حاسدین کا یہ بھی ہنگامہ ہے کہ توہین رسالت کے قانون کے تحت کثیر مقدمات درج کرائے جاتے ہیں۔ جب کہ حقیقت اس طرح ہے:

۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۹ء تک پاکستان میں ۱۱ مقدمات توہین کے درج کرائے گئے۔

۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۶ء تک ۳ مقدمات درج ہوئے۔

۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۹ء تک ۴۴ مقدمات درج ہوئے۔

۲۰۰۰ء میں ۵۲ مقدمات درج ہوئے۔ (اس میں ۴۳ مقدمات مسلمانوں کے خلاف درج ہوئے اور ۹ مقدمات غیر مسلموں کے خلاف درج ہوئے) بحوالہ روزنامہ ''ڈان'' مورخہ ۱۸؍جولائی ۲۰۰۲ء ان اعداد وشمار کا (PLD LHR 587) ۲۰۰۲ء میں بھی دہرایا گیا ہے۔

ایک اور رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۶ء سے اگست ۲۰۰۹ء تک ۹۷۴ مقدمات درج ہوئے جوکہ کلام اللہ اور رسول اللہ کی توہین کے بارے میں تھے اور ۲۰۰۹ء میں ۱۱۲ مقدمات درج کئے گئے۔ اس سے کوئی اور نتیجہ برآمد نہیں کیا جاسکتا۔ ماسوائے اس کے کہ روزنامہ ''ڈان'' اور فاضل عدالت عالیہ لاہور کی رو سے ۱۹۴۸ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک ۵۲ سالوں میں ۱۱۰ مقدمات درج ہوئے جن میں مسلم، غیر مسلم بشمول قادیانی بھی ملوث تھے اور ہر قسم کی مذہبی توہین کے مقدمات تھے۔ جب کہ ایک دوسری رپورٹ کے مطابق ۲۳ سالوں یعنی ۱۹۸۶ء سے لے کر ۲۰۰۹ء تک کل ۹۷۴ مقدمات ہمہ قسم کے درج کئے گئے۔ ان میں

۴۷۹ مسلمان تھے، ۳۴۰ قادیانی تھے۔ ۱۱۹ عیسائی تھے۔ ۱۴ ہندو تھے اور ۱۰ لوگ دوسرے مذاہب کے تھے۔ جب کہ ۲۰۰۹ء میں ۱۱۲ مقدمات میں ۵۷ قادیانی تھے۔ ۴۷ مسلم تھے اور ۸ عیسائی تھے۔

(Daily Times, 23rd December 2010)

مقابلتاً دیگر جرائم کے اعداد وشمار ملاحظہ ہوں۔ یہ اعداد وشمار سال ۲۰۰۸ء سے ستمبر ۲۰۱۳ء کی پانچ سال کی قومی جرائم کی رپورٹ ہے:

آبروریزی کے مقدمات	:	۱۰۷۰۳ (ان میں سے ۸۸۰۶ مقدمات صرف پنجاب میں درج ہوئے)
اغواء	:	۷۹۸۶۳
اغواء برائے تاوان	:	۲۰۹۲
قتل	:	۵۸۰۰۰ سے زائد
ڈاکہ	:	۵۵۶۷۰
کار/موٹر سائیکل ڈکیتی	:	۱۱۰۶۸

پچھلے ساڑھے تین سال میں دہشت گردی کی ۶۱۰۴ وارداتیں ہوئیں جس میں ۵۹۶۵ لوگ مارے گئے۔ یہ اعداد وشمار قومی جرائم کی رپورٹ سے حاصل کئے گئے ہیں جو کہ روزنامہ ''جنگ'' ملتان مورخہ ۱۲/ اکتوبر ۲۰۱۳ء کے کالم گریبان میں شائع ہوئے۔

اس علمی اور عالمی جائزہ کی شفاف تصویر سے عیاں ہے کہ تمام مہذب دنیا اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مذہبی جذبات کو مجروح کرنا ایک غیر مہذب اور قابل گرفت جرم ہے۔ یہ ناقابل فہم ہے کہ ملک اور سماج میں امن وسلامتی کے ذرائع اختیار کرنے کی بجائے فساد کی آگ جلانے کا شیوہ اختیار کرنا کون سی حکمت رکھتی ہے۔

انڈیا میں دارالعلوم دیوبند نے فتویٰ جاری کیا ہوا ہے کہ بقرعید کے موقع پر مسلمان گائے ذبح کرنے سے اجتناب برتیں۔ کیونکہ اس سے باہمی نفرت کی ایک ایسی آگ بھڑک اٹھتی ہے جو بہت سارے انسانوں کی جان اور مال کو ایک لمبے عرصے تک بھسم کرتی رہتی ہے۔ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کا یہ فتویٰ دینی دانائی کی اعلیٰ مثال ہے۔ جس کی ہر جگہ تقلید کی جانی چاہیے۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنے کا ثواب

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے محفوظ خزانوں میں ایک کلمہ نہ بتاؤں (تو فرمایا) ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' (جب آدمی یہ کلمات پڑھتا ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے اطاعت کی اور سلامتی چاہی۔ (عمل الیوم واللیلۃ ص ۲۹)

آپ بیتی ...... سکھ مذہب سے دین اسلام تک

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد

اس ذات اقدس کا شکر کس زبان سے ادا کروں، جس نے مجھے محض اپنے فضل وکرم سے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی عطا فرمائی اور بچپن میں ہی گھر بار، اعزہ واقارب اور والدین کی شفقت سے کہیں زیادہ اپنے پسندیدہ دین اسلام کے دامن رحمت میں پناہ دی، کفر کی پُر خار وادی سے نجات دے کر اسلام کے روح پرور چمن میں سایہ عاطفت نصیب فرمایا۔ اس سفر میں کچھ مشکلات تو آئیں مگر اللہ تعالیٰ نے استقامت سے نوازا اور امن وعافیت سے منزل تک پہنچادیا، اسی دین پر خاتمہ کے لئے دعاگو ودعا جو ہوں۔

میرا سابق نام وخاندان ومذہب

میرا سابق نام سندر داس تھا، اب میرا اسلامی نام عبدالواحد ہے جو کہ میں نے خود پسند کر کے رکھا تھا۔ میں اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ تمہارے نام تمہارے والدین رکھتے ہیں اور بفضل ایزدی مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے اپنا اسلامی نام خود منتخب کیا۔ فللّٰہ الحمد والمنة۔

میرے دادا کا نام جیوندرام تھا، ان کے تین بیٹے ہیں: (۱) اننت لال، (۲) کانشی رام (میرے والد محترم)، (۳) چوہدری رام، جیوندرام کے بڑے بھائی آیا رام تھے۔ خاندان کے کل افراد تقریباً اسی (۸۰) ہیں، قیام پاکستان کے وقت یہ اپنے گاؤں میں رہے انڈیا نہیں گئے، اس لئے کہ مسلمانوں سے تعلقات اچھے تھے اور گاؤں کے مسلمانوں اور ان کا آپس میں کوئی تنازعہ بھی نہیں ہوا۔ کافی اراضی ان کی ملکیت میں تھی۔ قوم اروڑا (راجپوت) ہے، ہم کل چھ بھائی اور تین ہمشیرگان ہیں۔ بھائیوں میں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ دو ہمشیرگان مشرف باسلام ہو چکی ہیں۔ میرا سابق مذہب سکھ تھا، اہل خانہ بھی گرونانک صاحب کے پیروکار تھے اور انہی کی تعلیمات پر عمل کرتے تھے۔

میرے گاؤں کا نام ڈوڈہ (Dodah) ہے جو کہ سرگودھا (صوبہ پنجاب) سے لاہور جانے والی مین روڈ سے ایک لنک روڈ پر واقع ہے۔

سچے مذہب کی طرف راہنمائی کی دعا

جب میں اسکول میں چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا، ہمارے اسکول میں اکثریت تو مسلمان طلبا کی

تھی، چار پانچ طلبا سکھ مذہب سے تعلق رکھنے والے بھی تھے، اسکول میں ہمیں یہ اختیار تھا کہ اسلامیات پڑھیں یا ڈرائنگ وغیرہ۔ بہرحال ہم اسلامیات پڑھتے تھے۔ اسلامیات میں اسلام کی حقانیت اور صداقت کی طرف راہنمائی تھی، سکھ مذہب والے کہتے تھے کہ ہم سچے ہیں، جب اسلام کے متعلق کچھ باتیں کانوں میں پڑیں تو اسلام کے متعلق میری سوچوں کے دائرے پھیلتے چلے گئے، اتنی چھوٹی عمر میں مجھ پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور احسان تھا کہ جس نے مجھے اور میرے ذہن کو اسلام کے بارے میں سوچنے پر لگا دیا، ورنہ سب جانتے ہیں کہ یہ عمر غور و فکر کی نہیں ہوتی بلکہ کھیل کود کا زمانہ ہوتا ہے۔

عجیب کشمکش میں مبتلا تھا کیونکہ جب اسکول جاتا اور اسلامیات پڑھانے والے استاذ محترم خوب وضاحت کے ساتھ اسلام کی حقانیت اور آفاقیت بیان کرتے، ادھر مسلمان دوست بھی کبھی کبھی بس اتنا کہہ دیتے کہ: ''تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔'' جب گھر آتا تو سکھ مذہب کی تعلیمات سامنے ہوتیں، میں فیصلہ نہ کر پاتا کہ کون سچا اور کون جھوٹا؟ انہی سوچوں میں دن گزرتے رہے۔

آخرکار ایک دن اللہ تعالیٰ نے ذہن کا رخ بدل دیا اور سوچا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ جو مذہب تیرے ہاں سچا ہے، اس کو مجھ پر عیاں فرمادے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سے کئی مرتبہ دعا کی کہ:

''اے اللہ! جو مذہب تیرے ہاں سچا ہے، اس کو مجھ پر واضح کر کے میری راہنمائی فرمادیں۔''

نماز کی ادائیگی دیکھ کر طبیعت پر اثر

موسم سرما میں مسلمان طلبا ظہر کی نماز اسکول میں ہی ادا کیا کرتے تھے۔ میں اسکول میں لگے شیشم کے درختوں کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو جاتا اور ان طلبا کو دیکھتا رہتا اور خیال کرتا کہ مسلمان طلبا کتنے اچھے ہیں کہ پاک و صاف رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور مسلمانوں کی نماز کے متعلق سوچتا رہتا اور ان کی عبادت پر رشک کرتا۔

ایک طرف میں اسلام کے متعلق معلومات میں مصروف تھا تو دوسری طرف میں نے گرونانک کی سوانح عمری کا مطالعہ شروع کر رکھا تھا، اسی طرح سکھ مذہب کی اور کتابیں مثلاً ''سندر گٹکا'' اور ''جپ جی صاحب'' وغیرہ کا مطالعہ جاری تھا۔

قبول اسلام کے اسباب و وجوہات

جن دنوں میں اسلامی معلومات کی تلاش میں تھا اور سکھ مذہب کا مطالعہ بھی جاری تھا، انہی دنوں مجھے تین خواب آئے، یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں میٹرک کر رہا تھا۔

پہلا خواب یہ آیا کہ کسی شخص نے نہایت ہی شفیقانہ انداز میں کہا کہ ''اھدنا الصراط

المستقیم ‘‘پڑھا کرو، یہ صرف آواز تھی، کوئی آدمی وغیرہ نظر نہیں آیا۔ یہ خواب میں نے کسی دوست وغیرہ سے ذکر نہیں کیا، لیکن ’’اھدنا الصراط المستقیم ‘‘پڑھتا رہتا تھا، اس سے طبیعت میں اسلام کی طرف رغبت بڑھنا شروع ہوگئی۔

دوسرا خواب تقریباً ایک ماہ بعد آیا کہ کسی غیبی آواز نے مجھے سورۂ فاتحہ مکمل پڑھائی، اس دفعہ بھی کوئی انسان نظر نہ آیا، اس خواب کے بعد میں سورۂ فاتحہ پڑھتا رہا اور یہ خواب بھی میں نے کسی سے بیان نہیں کیا۔

تیسرا خواب کچھ عرصہ بعد آیا کہ میں نے دیکھا کہ منظر موسم گرما کا ہے، میں گھر میں اسکول سے ملا ہوا تعطیلات کا کام کررہا ہوں۔ اچانک ایک بزرگ گھر میں داخل ہوتے ہیں، قدرے لمبا قد ہے، سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ سفید داڑھی ہے، سفید پگڑی اور سفید کپڑا کندھے پر ہے، نورانی چہرہ ہے۔ میں ان کے احترام کے لئے کھڑا ہوگیا، انہوں نے مجھ سے معانقہ کیا اور کہا کہ بیٹا! اللہ نے تجھے کامیاب کردیا، اتنی بات کہنے کے بعد وہ آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ یہ خواب بھی میں نے کسی سے بیان نہیں کیا، خواب بہرحال تھا تو خواب، لیکن میں ان بزرگ صاحب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جب بیدار ہوا تو دل پر کافی سکون والی کیفیت تھی۔

قبول اسلام کا دوسرا سبب

میں نے میٹرک میں سائنس کے مضامین اختیار کیے تھے۔ ایک سائنسی تجربہ کی بنیاد پر میرے ذہن میں ایک تاثر قائم ہوا۔ وہ یہ کہ سائنس ٹیچر ہمیں لیبارٹری میں سائنسی تجربے کرواتے تھے۔ اس سے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ استاد جو تجربہ کراتے ہیں خود تو اس پر مطمئن ہیں، کیا ہمیں بھی اطمینان ہوا کہ نہیں؟ اگر ہم مطمئن ہوجاتے تو تجربہ درست ہے اور استاد محترم کا علم صحیح ہے۔ اسی سائنسی تجربہ کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ سوچنے لگا کہ مسلمانوں کے رسول اکرم ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا پھر قرآنی تعلیمات دینا شروع کیں، خود تو اس پر یقین رکھتے تھے لیکن میں نے سوچا کہ ان کے ماننے والوں کو کیا فائدہ ہوا؟ تو صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے متعلق سوچنا شروع کیا۔ اس وقت اسلامی کتابیں زیادہ دستیاب نہ تھیں، البتہ اسکول کی کتابوں میں ایک تو غزوۂ تبوک کا واقعہ پڑھ رکھا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا اور ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ اسی واقعہ میں آتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ایسا ہی ٹاٹ کا لباس پہنے نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا سلام لے کر آئے ہیں تو اس واقعے نے میرے دل پر گہرا اثر ڈالا، اسی طرح حضرت بلال

رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اذان نہیں دی، تو اللہ تعالیٰ نے نظام کائنات کو بدل کر رکھ دیا۔

ذہن یہ سوچتا تھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی وجہ سے اتنا بڑا نظام کیوں کر بدل رہے ہیں؟ کوئی تو وجہ ایسی تھی جس سے ایسا ہوا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر نے دل کو اسلام کی طرف اور زیادہ مائل کر دیا۔

قبول اسلام کا تیسرا سبب

اسی طرح اسکول میں اسلامیات پڑھتے تھے، تو اس میں روزمرہ کی زندگی کے متعلق کافی راہنمائی تھی اور طبی فوائد بھی تھے، میں نے اسلامیات میں پڑھ رکھا تھا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتے تھے، ایک دن ایسا ہوا کہ میں نے معمول کے مطابق کھانا کھایا اور کھانے کے بعد کام وغیرہ میں مشغول ہو گیا، غفلت سے ہاتھ آنکھوں کو لگ گیا، ہاتھ پر سالن کی باقیات اور مرچ وغیرہ لگی ہوئی تھی جس سے آنکھوں میں سخت تکلیف ہوئی، اسی وقت میں نے ہاتھ اور آنکھیں صابن سے دھو لیں مگر ذہن اس بات کی طرف منتقل ہوا کہ مسلمانوں کے نبی ﷺ نے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھو لو۔ اس سے اسلام کی حقانیت اور بھی زیادہ ذہن میں بیٹھ گئی، جب کہ سکھ مذہب میں یہ بات مذہبی طور پر پڑھی تھی نہ سنی تھی۔

ان مذکورہ ساری باتوں کے پیش نظر یہ فیصلہ کر لیا کہ ایک نہ ایک دن ضرور مسلمان ہو جانا ہے، یہ فیصلہ بھی سامنے تھا اور ساتھ یہ بات بھی ذہن میں گھومتی رہتی تھی کہ اسلام لانے کے بعد گھر والوں کے تشدد سے کیسے محفوظ رہوں گا؟ اگر تشدد ہوا تو کیا میں برداشت کر سکوں گا یا نہیں؟ دوسری بات یہ ذہن میں آتی تھی کہ گھر سے الگ ہو جاؤں اس صورت میں والدین، بہن بھائیوں سے جدا رہنا مشکل محسوس ہوتا تھا۔ یہ مشکلات بھی سامنے تھیں اور یہ بات بھی سامنے تھی کہ نہ جانے کب موت آ جائے، کہیں اسلام کے بغیر دنیا سے ناکام رخصت ہو جاؤں تو یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔

ذہن اسی سوچ کے محور کے گرد چکر لگاتا رہتا تھا، وقت گزرتا گیا۔ آخر کار اپنے استاذ محترم جناب ماسٹر شمشیر علی صاحب سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ ہمیں اسلامیات پڑھایا کرتے تھے، انہوں نے فرمایا کہ سبق کے دوران یہ بات میں محسوس کرتا تھا کہ آپ کبھی نہ کبھی مسلمان ہو جائیں گے، انہوں نے میری راہنمائی ایک جید عالم دین حضرت مولانا محمد عمر فاروق صاحب کی طرف کی۔

قبول اسلام کا چوتھا سبب

میرے قبول اسلام کے اسباب میں خواب اور دیگر باتیں تو شامل ہیں ہی مگر ان سب باتوں سے

بھی کہیں زیادہ تقویت والی بات میرے دل و دماغ میں یہ موجود تھی کہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید فرقان حمید، ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ جب سے یہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی ہے، اس وقت سے لے کر آج قرب قیامت تک یونہی محفوظ چلی آئی ہے اور ایسی محفوظ چلی آئی ہے کہ اس میں ایک زبر، زیر کا فرق قیامت تک تلاش نہیں کیا جاسکتا اور اس سے بھی کہیں عظیم الشان اور عجب بات یہ کہ سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان چھوٹے چھوٹے بچیاں اور بچے اس قرآن مجید فرقان حمید کے حافظ ہیں جبکہ اسلام کے علاوہ باقی دیگر مذاہب کی کتب نہ تو اس انداز سے محفوظ ہیں اور نہ ہی ان کے حافظ ہیں، نیز یہ کہ مذہب اسلام ایک ایسا ضابطہ ہے کہ یہ انسان کی مہد سے لے کر لحد تک راہنمائی کرتا ہے جبکہ کسی اور مذہب میں زندگی کے ہر ہر پہلو میں راہنمائی موجود نہیں۔

مولانا کے پاس قبول اسلام کے لئے حاضری

جی ہاں! ایک دن (بروز جمعہ) والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر حضرت مولانا محمد عمر فاروق کے پاس گیا، اس وقت حضرت مولانا صاحب کوٹ مومن جامع مسجد گلزار مدینہ میں خطیب تھے۔ مولانا ہمارے خاندان کے وہ چشم و چراغ ہیں جنہوں نے ہمارے خاندان میں سب سے پہلے قبول اسلام کا شرف حاصل کیا۔ تقریباً ۱۹۷۰ء میں عالمگیر مذہب اسلام جیسی عظیم الشان نعمت سے مالا مال ہوئے اور خاندان کے نوجوانوں کے لئے رات کے اندھیرے میں چراغ کا کام کیا۔ کم از کم اہلِ خانہ کو تو یہ سوچنے پر مجبور کردیا کہ یہی ایک مقدس مطہر راستہ ہے جو اس پاکیزہ اور معطر چمن و گلستان کی طرف لے جاتا ہے جس کی ہر چیز کو دوام و قرار حاصل ہے، جس کے روح پرور اور تسکین بخش میوہ جات کو کسی نے دیکھا ہے، نہ کھایا ہے۔

لہٰذا ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک، تقریباً بارہ بجے مولانا محمد عمر فاروق صاحب کے دست مبارک پر ان عظیم الشان کلمات ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کو اپنی زبان سے پڑھا اور جہالت و کفر کی تاریکی سے مردہ اور بے نور دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور غایت درجہ کی عنایت سے ایسا نور ایمانی بخشا جس کی قیمت زمین و آسمان اور تمام موجودات میں نہیں ہوسکتی (فللہ الحمد)۔

یہ وہی عظیم الشان کلمات ہیں جن کے متعلق نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ کلمہ ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں ساتواں زمین اور آسمان رکھ دیئے تو کلمہ والا پلڑا جھک جائے گا۔ یہ مقدس کلمات جب میرے قلب و زبان کی زینت بنے تو دل کی کیفیت بدل گئی۔ اللہ سبحان و تعالیٰ کی ذات اور رسول اللہ ﷺ سے ایسی گرویدگی ہوئی کہ میں اس کیفیت کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنا سکتا۔ (جاری ہے)

تاریخ خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر:18 ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

اسماء مبارکہ شہداء یمامہ

جن سعادت مند حضرات نے جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش فرمایا ان کے اسماء مبارکہ یہ ہیں:

- قریش میں سے بنی عبد شمس بن عبد مناف کے آدمی ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ۔ یہ بدری صحابی ہیں۔
- سالم بن معقل رضی اللہ عنہ مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ بدری صحابی ہیں۔
- ان کے حلیف بنو اسد بن خذیمہ سے تعلق رکھنے والے شجاع بن وہب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بدری صحابی ہیں۔
- بنو اسد کے حلیف بنو سلیم میں سے صفوان بن امیہ بن عمرو رضی اللہ عنہ۔
- صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کے بھائی مالک بن امیہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی بدری صحابی ہیں۔
- علی بن محمد ابومعشر اور یزید بن رومان وغیرھما سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے حلیف حضرموت سے تعلق رکھنے والے مخرمہ بن شریح رضی اللہ عنہ ہیں۔
- حلفاء بنی عبد شمس سے طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے بھی مقام شہادت حاصل کیا۔
- ابومعشر کہتے ہیں کہ حکم بن سعید بن عاصی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔
- ابومعشر کی حدیث میں ہے کہ بنی مطلب بن عبدمناف بن قصی میں سے جبیر بن مالک رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ جن کی والدہ بحینہ بنت حارث بن مُطلب تھیں اور ان کا حلیف قبیلہ ازد ہے۔ اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ کے حضرت سائب بن عوام رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔
- بنو عبدالدار میں سے ان کا حلیف یزید بن اوس رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔
- ابومعشر کی حدیث کے علاوہ میں ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بنو زہرہ بن کلاب سے حیی بن جاریہ اور بقول ابومعشر یعلی بن جاریہ ثقفی (بنو زہرہ کا حلیف) اسی طرح ابومعشر کے قول کے مطابق حبیب بن اسید بن جاریہ جو ابوبصیر عتبہ بن اسید کا بھائی تھا وہ بھی شہادت سے سرفراز ہوا۔
- بنو مخروم بن یقظہ میں سے ولید بن عبد شمس بن مغیرہ اور بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ حکیم بن حزن

بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ اور ابو معشر کے قول کے مطابق حزن بن ابی وہب سعید بن مسیب کے دادہ اور حکیم بن ابی وہب نے بھی شہادت کا مقام حاصل کیا۔

- ...... بنو عدی بن کعب سے زید بن خطاب بن نفیل اور عبداللہ بن عمرو بن مجرہ اور ابو معشر کے بقول یہ یمنی خاندان میں سے تھے جنہیں مجرہ بن عبداللہ نے منہ بولا بیٹا بنالیا تھا اور عامر بن بکیر بدری (جو بنو لیث قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے) بھی شہید ہوئے۔
- ...... بنو سہم بن عمرو سے ابو قیس بن حارث بن قیس رضی اللہ عنہ جنہوں نے حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی تھی۔ شہید ہوئے اور ابن اسحاق رحمہ اللہ کے قول کے مطابق عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بن قیس بھی ہیں۔
- ...... بنو عامر بن لوی سے عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ بدری اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بدری صحابی نے بھی جام شہادت نوش کیا اور ابن اسحاق رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق سلیط بن سلیط بن عمرو اور عمرو بن ابی اویس بن سعد بن ابی سرح بن حارث بن حبیب بن حذیفہ بن نصر بن مالک بن حسل بھی ہیں۔
- ...... بنو منقذ بن عمرو بن معاویہ سے ابو علی بن عبداللہ بن حارث بن رخصہ بھی شہید ہوئے۔
- ...... ابو معشر کہتے ہیں کہ ”سلیط رضی اللہ عنہ“ شہید نہیں ہوئے۔ (اب تک جن کا نام ذکر ہوا) یہ سب چوبیس شہداء بنتے ہیں جن میں سے نو تو صرف بدری صحابہ ہیں۔
- ...... انصار کے قبیلہ بنو عبدالاشہل اَوسی میں سے عباد بن بشر بن وقش رضی اللہ عنہ بدری اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اور ”رافع بن سہل رضی اللہ عنہ اور ”حاجب بن یزید رضی اللہ عنہ“ اور ”سہل بن عدی رضی اللہ عنہ“ بھی شہید ہوئے۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آخری دو قبیلہ ازد، شنوہ کی شاخ راتج سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ اور عمیر بن اوس رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔
- ...... بنو جحجبا سے ”طلحہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ“ اور ”حارث بن مالک“ کے آزاد کردہ غلام ”رباح رضی اللہ عنہ“ بھی شہید ہوئے۔
- ...... بنو اُنیف سے ”ابو عقیل رضی اللہ عنہ“ بدری صحابی ہیں۔
- ...... بنو عجلان سے معن بن عدی بن جد بن عجلان رضی اللہ عنہ نے بھی شہادت پائی اور ابن اسحاق رحمہ اللہ نے جرول بن عباس بن عامر بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابو معشر رحمہ اللہ نے عامر بن ثابت۔
- ...... قبیلہ خزرج کے بنی حارث بن خزرج میں سے ثابت بن قیس بن شماس اور بشر بن عبداللہ اور کلیب بن بشر بن تمیم رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔
- ...... بنو حُبلیٰ سے عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی سلول بدری رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ (جو بنو اسد کے حلیف ہیں) بھی ہیں۔

✪...... بنو سالم بن عوف میں سے ثابت بن ہزال بدری اور ایاس بن ودقہ جو کہ دونوں بدری صحابی ہیں۔

✪...... بنو ساعدہ میں سے اسعد بن یربوع اور سعد بن جاریہ بن لوذان بن عبیدؓ بن زید ابودُجانہ سماک بن خرشہ سعد بن حماز۔

✪...... بنو سلمہ کی شاخ بنو حرام سے عقبہ بن عامر بن نابی رضی اللہ عنہ بدری صحابی اور ابومعشر کو بقول مخاشن بن حمیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

✪...... بنو غنم بن کعب سے ضمرہ بن عیاض رضی اللہ عنہ (جو کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں) بھی شہید ہوئے۔

✪...... بنو مازن بن نجار سے ابوحبہ بن غزیہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ابن اسحاق رحمہ اللہ کے بقول حبیب بن زید رضی اللہ عنہ ہیں۔

✪...... بنو عمرو بن مبذول سے حبیب بن عمرو بن مُحَش ہیں جو ابھی راستے میں جا ہی رہے تھے کہ شہید کر دیئے گئے۔

✪...... بنو مالک بن نجار سے عمارہ بن حزم بن زید بدری رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کے بھائی یزید بن ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ جنہیں راستہ میں تیر مار کر شہید کر دیا گیا اور ثابی بن خالد بن عمرو بن خنساء رضی اللہ عنہ اور فروہ بن نعمان بن إساف رضی اللہ عنہ۔

✪...... بنو زریق سے عائذ بن ماعص رضی اللہ عنہ انصار میں سے کل چونتیس حضرات شہید ہوئے۔ جبکہ مہاجرین وانصار دونوں کے کل اٹھاون حضرات شہید ہوئے۔

✪...... ابوعبیدہ بروایت حماد عن علی بن زید عن الحسن کہتے ہیں کہ حکم میں جارود کو گرفتار کر کے بیڑیوں میں جکڑ دیا تھا۔

✪...... عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ میرے اباجان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا وہ بھی ارتداد کا شکار ہو گئے تھے۔ البتہ چند افراد جارود کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ چنانچہ جواثا نامی قلعے میں ان کے ساتھ جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مرتدین کو شکست دی اور ان کے کافی تعداد میں لوگ مارے گئے۔

✪...... ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے جواثا قلعہ میں ان کا محاصرہ کر لیا، مسلمانوں پر کافی مشقت پڑی جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہونے کے قریب ہو گئے۔ ہوا یہ کہ ایک دم (قلعہ کے اندر) سے سخت شور وغل اٹھا۔ عبداللہ بن جندب رحمہ اللہ نے کہا مجھے جانے دو میں قلعہ کے اندر چھلانگ لگاتا ہوں اور وہاں جا کر تمہیں معلومات فراہم کروں گا۔ جونہی وہ قلعہ میں اترا تو لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا تم کون ہو؟

توانہوں نے اپنا نسب نامہ بتلا کر ابجر کو آواز دی ''اوابجر'' ابجر نے ان کو پہچان لیا اور ان پر احسان کر کے چھوڑ دیا تو انہوں (عبداللہ بن جندب ؓ) نے واپس آ کر اپنے رفقاء کو بتایا کہ وہ نشہ میں مدہوش ہو کر شور مچا رہے ہیں۔ علاء بن حضرمی ؓ نے ان پر شب خون مارا اور ان کا قتل عام کیا۔

۞...... اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عکرمہ بن ابی جہل ؓ کو عمان کی طرف روانہ فرمایا۔

۞...... اسی طرح حضرت ابوبکر ؓ نے مہاجر بن ابی امیہ مخزومی ؓ کو اور زیاد بن لبید انصاری ؓ کو قلعہ ء نجیر (جو یمن میں حضرموت کے قریب واقع ہے) کی طرف اس لئے روانہ فرمایا کہ وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے تھے۔ ان میں اشعث بن قیس کندی ؓ بھی تھے جب محاصرہ کر لیا گیا تو اشعث نے درخواست کی کہ اس کی جان و مال اور اولاد کو اگر امان دے دی جائے تو وہ دروازہ کھول دے گا۔ درخواست قبول ہونے پر اس نے دروازہ کھول دیا قلعہ میں جتنے لوگ تھے انہیں قتل کر کے اشعث کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ جنہوں نے اس پر احسان کرتے ہوئے اس کی جان بخشی کر دی۔

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ کندہ کے ایک گروہ نے جاریہ بن سراقہ سمیت زیاد بن لبید ؓ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابی بکر ؓ نے بتلادیا کہ زیاد بن لبید ؓ نے رات کو چھاپا مار کر ان کے چار بادشاہوں کو تہ تیغ کر دیا۔ جمرا، مخوصا، مشرحا، ابضعہ۔

اسود عنسی کا قتل

اسی سال میں اسود عنسی کذاب قتل ہوا۔ یعقوب بن داؤد ثقفی ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے صنعاء میں اپنے شیوخ سے پوچھا کہ عنسی کے قتل کا واقعہ کیا تھا تو انہوں نے بتلایا کہ ہم اپنے آباؤ اجداد سے سنتے رہے ہیں وہ بیان کرتے تھے کہ ''داذویہ'' اور قیسا اور فیروز اس کے گھر میں گئے فیروز نے اس کی گردن توڑ کر اسے قتل کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے قیس بن مکشوح نے قتل کیا تھا۔

۞...... زہری ؓ کہتے ہیں کہ فیروز داذویہ اور قیس اس کے گھر گئے تھے۔ اسی سال عبداللہ بن ابی بکر صدیق ؓ کا انتقال ہوا۔ طائف میں جو تیر انہیں لگا تھا۔ اسی سے شہید ہو گئے۔

۞...... حج کی امارت عتاب بن اسید بن ابی عیص بن امیہ ؓ نے کی بعض کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف ؓ امیر تھے۔ بعض نے عمر بن خطاب ؓ کا نام لیا ہے۔ نافع ؓ کا بیان ہے کہ گیارہ ہجری میں عمر بن خطاب ؓ نے حج کروایا اور ان کے آزاد کردہ غلام اسلم نے اشعریوں سے خرید و فروخت کی۔ ابووائل ؓ نے بھی اپنی روایت میں کہا ہے کہ ابوبکر صدیق ؓ نے عمر بن خطاب ؓ کو اقامت حج کے لئے بھیجا۔ اسی سال سعد بن عبادہ ؓ انصاری کا انتقال ہوا۔ بعض نے ان کی وفات کا سال پندرہ ہجری کہا ہے۔

میاں زبیر احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال

مولانا غلام رسول دین پوری

سراج السالکین حضرت قبلہ میاں سراج احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز پوتے اور حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا میاں زبیر احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ، بمطابق ۲۰ اگست ۲۰۱۷ء بروز اتوار شب دس بجے کے قریب شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں بقضاء الٰہی انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت میاں زبیر احمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ کو بستی دین پور شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت میاں مسعود احمد مدظلہ کی زیر نگرانی اور اپنے دادا حضرت میاں سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ اور پردادا حضرت میاں عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی اپنی خانقاہ کے زیر اہتمام ادارہ مدرسہ عربیہ صدیقیہ راشدیہ دین پور شریف میں مولانا عبیداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نصراللہ مدظلہ، مولانا عبدالحکیم مدظلہ سے حاصل کی۔ مزید فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم حضرت مولانا منظور احمد نعمانی دامت برکاتہم (مہتمم وشیخ الحدیث مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر) اور ارشاد الصرف کی تعلیم مولانا محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ ماکوٹ والوں سے حاصل کی اور دیگر اسباق درجہ مشکوٰۃ شریف تک حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) کے ادارہ ظاہروالی میں پڑھے۔ جب کہ دورۂ حدیث شریف کے لئے اپنے والد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دارالعلوم کبیروالا ضلع خانیوال میں تشریف لے گئے۔ وہاں بخاری شریف مکمل مولانا مفتی علی احمد رحمۃ اللہ علیہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) سے، اور ترمذی شریف مکمل مع شمائل ترمذی مولانا ظہور الحق رحمۃ اللہ علیہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) سے، اور مسلم شریف مکمل مولانا منظور الحق رحمۃ اللہ علیہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) سے، اور ابوداؤد شریف مکمل مفتی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے، اور طحاوی شریف مکمل مولانا غلام یاسین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ جب کہ مؤطین (مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ومؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) کے ابتدائی اسباق مولانا ظفر احمد قاسم سے اور بقایا اسباق مکمل مفتی علی احمد رحمۃ اللہ علیہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) سے پڑھے اور ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء میں سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد اپنی خانقاہ کے قائم کردہ ادارہ میں اپنے بزرگوں کے حکم سے تدریس شروع کر دی۔ ابتداء میں وظیفہ لیتے رہے مگر بعد میں پھر ہمیشہ فی سبیل اللہ تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ انتہائی ذی استعداد اور ذہین مدرس تھے۔ جب تک تدریس کی، کمال درجے کی تدریس کی۔ صبح نماز فجر کے بعد سے

عصر تک بالاستیعاب سبق پڑھاتے تھے۔ ان کے پڑھے ہوئے شاگرد آج مختلف مدارس میں مختلف شعبوں میں تدریس کررہے ہیں اور حضرت میاں زبیر احمد ؒ ان کی خود ہی سرپرستی اور نگرانی فرماتے رہے۔ اپنے بزرگوں کے حکم کی تعمیل میں بیک وقت تین مدرسوں کا نظم سنبھالا ہوا تھا۔ (۱) مدرسہ خانقاہ شریف۔ (۲) مسجد ومدرسہ رحیم یارخان۔ (۳) مسجد ومدرسہ فتح پور کمال۔ ہفتے کے دنوں کو تقسیم کررکھا تھا۔ کچھ دن خانقاہ شریف کے مدرسہ میں، تین دن رحیم یارخان کے مدرسہ کے لئے اور ایک دن فتح پور کے مدرسہ کے لئے اور اس نظام الاوقات کی تقسیم میں تادم واپسی کبھی بھی تخلف نہیں فرمایا۔

رحیم یارخان کی جامع مسجد جب سے بنی تب سے وہاں نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ کی ذمہ داری اپنے دادا اور والد کے حکم سے نبھاتے رہے۔ سفر بھی جاری رہتے مگر جمعۃ المبارک کے دن رحیم یارخان ہوتے۔ دین پور شریف کے حلقہ اور جماعت کے ہاں آنا جانا بھی خوب رکھا۔ ہر بڑے چھوٹے عالم وغیر عالم، دیندار ودنیادار ہر کسی کی دعوت پر بلاامتیاز تشریف لے جاتے۔ ہردلعزیز تھے۔ عقابی نظر رکھتے تھے۔ ہر آنے والے سے اس کے مرتبے کے مطابق برتاؤ کرتے۔ اپنے بڑوں کی طرح فیاضی وسخاوت طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بے باک اور حق گو تھے۔ مزاج شاہانہ، اچھا کھانا، عمدہ پہننا وغیرہ خوبیوں کے مالک تھے۔ باوقار شخصیت، وجیہہ چہرہ، حسن وجمال کے پیکر اور مجسمۂ اخلاق تھے۔ کام اور نظام الاوقات کے اتنے پکے تھے کہ بیماری کے دنوں میں بھی آرام کو پاس سے گزر نہیں ہوتا تھا۔ خدمت خلق برابر جاری رہتی۔ بیماری کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ شوگر کا عارضہ کافی دنوں سے تھا۔ لیکن بظاہر محسوس نہیں ہوتی تھی۔

صوم صلوٰۃ کی پابندی، معمولات یومیہ یعنی قرآن پاک کی تلاوت، الحزب الاعظم، تسبیحات میں جبل استقامت تھے۔ اتوار کی شب دل کی تکلیف ہوئی تو رات بھر بیٹھے بیٹھے ذکر اللہ میں گزاری۔ صبح نماز فجر پڑھتے ہی گھر سے مدرسہ چل کر آئے۔ گاڑی نکلوائی اور رحیم یارخان تشریف لے گئے۔ راستے میں ہر تعلق والے کو سلام اور مسکراہٹ سے نوازتے گئے۔ اتوار کو ڈاکٹر حضرات گھر ہوتے ہیں سرکاری چھٹی کی وجہ سے۔ چنانچہ ڈاکٹر قاضی عبدالصمد (ماہر امراض قلب) جو اباً عن جد خانقاہ شریف سے تعلق رکھتے ہیں، کو گھر سے لیا اور ہسپتال لے گئے۔ یہی ڈاکٹر صاحب حضرت میاں سراج احمد ؒ کے بھی اخیر وقت تک معالج رہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے طبیعت کا چیک اپ کیا تو پتہ چلا کہ گردے کام نہیں کررہے۔ پیٹ اور پھیپھڑوں میں پانی جمع ہوگیا ہے۔ گزشتہ رات اٹیک بھی ہوگیا۔ اب دوسرا جھٹکا بھی لگ گیا۔ طبیعت بجائے سنبھلنے کے بگڑتی جارہی ہے۔ لیکن حضرت میاں ؒ اپنے خدام کو تسلی دے رہے ہیں کہ بس ابھی گھر واپس چلتے ہیں۔ سو اب چلتے ہیں۔ بڑے دونوں بیٹے بھی سارا دن ساتھ رہے۔ انہیں فرمایا تم واپس چلو۔ مدرسہ اور خانقاہ کا خیال رکھو۔ بس میں بھی آرہا ہوں۔ ایک بیٹا تو اسی وقت واپس آگیا۔ دوسرا ساتھ رہا۔ عشاء کی نماز کے بعد

خانقاہ شریف سے حضرت میاں مسعود احمد دامت برکاتہم خیریت دریافت کرنے کے لئے چلنے لگے تو ڈاکٹر صاحب کا میسج آ گیا کہ روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہے۔

یہ خبر سنتے ہی حضرت اقدس دل گیر ہو کر تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت میاں زبیر احمد ؒ نے وفات سے کچھ لمحات قبل انجکشن لگانے سے منع کر دیا تھا کہ مزید علاج ومعالجہ کی ضرورت نہیں اور خدام کو ادھر ادھر جانے سے روک دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ تک کلمۂ طیبہ اور شہادتین بلند آواز سے پڑھتے رہے اور ہمیشہ کی نیند سو گئے۔ اسی وقت حضرت کو خانقاہ شریف لایا گیا۔ اگلے دن بروز پیر دس بجے سٹی پارک خانپور میں جنازہ کی نماز ادا ہونی طے پائی۔ چنانچہ نماز جنازہ کی امامت حضرت میاں زبیر احمد ؒ کے چھوٹے بھائی میاں محمود احمد مدظلہ نے فرمائی اور ہزاروں کے مجمع نے آہوں اور سسکیوں سے جنازہ پڑھا۔

بعد ازاں دین پور شریف کے ''مقبرۃ الاولیاء'' میں حضرت میاں سراج احمد ؒ کے پہلو میں مشرق کی جانب تدفین ہوئی اور تا قیام قیامت محو استراحت ہو گئے۔ حضرت میاں صاحب چار بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑ کر دار البقاء کی طرف روانہ ہو گئے۔ بڑے دو بیٹے میاں عزیز احمد اور میاں سہیل احمد عالم فاضل اور خلف الرشید ہیں۔ مدرسہ کے جملہ امور انتظامی اور تعلیمی والد کی موجودگی میں سنبھال لئے تھے۔ تین بیٹے شادی شدہ ہیں۔ ایک کم عمر سکول کی تعلیم میں مصروف ہے۔ تین بیٹیاں شادی شدہ اور ایک غیر شادی ہے۔ حضرت مولانا میاں مسعود احمد مدظلہ کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس صدمے میں حضرت میاں صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ برابر کی شریک ہے۔ عالمی مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ اپنے رفقاء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد اسحاق ساقی کی معیت میں تشریف لے گئے اور حضرت میاں صاحب سے تعزیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب دامت برکاتہم اور جماعت دین پور شریف کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے اور حضرت میاں زبیر احمد ؒ کی جملہ خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مولانا محمد امین چنہ گھوٹکی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گھوٹکی کے نائب امیر مولانا محمد امین چنہ کے والد الحاج محمد ہاشم چنہ مختصر علالت کے بعد ۱۶؍اگست ۲۰۱۷ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم متقی پرہیزگار اور تلاوت قرآن پاک کے پابند تھے۔ عصر کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں علاقہ بھر کے متعدد شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ضلعی مبلغ مولانا محمد حسین ناصر، مولانا خالد حسین الحسینی اور جناب محمد مبشر حسین نے مولانا محمد امین چنہ کے گاؤں چنہ گوٹھ میں تعزیت کی۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

عقیدہ ختم نبوت

حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ کا بیان

مولوی حبیب الرحمٰن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر، حضرت پیر حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کا تحفظ ختم نبوت پر ایک بیان، افادہ عام کے لئے ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔ ادارہ!

’’الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ‘‘

قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو اس میں یہ بات ہر جگہ حقیقت نظر آئے گی کہ ایمان تصدیق کا نام ہے۔ تصدیق نبی کا نام ہے۔ ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق۔ جو بات رسول کی طرف سے ہو اس کو سچا جان کر مان لینے کا نام ایمان ہے اور جو نبی کی دعوت کا انکار کرے یا جھوٹ کی تہمت یا افتراء کی تہمت دے یا اسے غیر ضروری سمجھے اس کی تکذیب کرے تو وہ کفر ہے۔ قرآن کا مکمل مطالعہ کریں جہاں کہیں عذاب الٰہی کا ذکر ہے اسے وقت کے نبی کی تکذیب کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے: ’’کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ کَذَّبَتْ عَادُنِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ۔ کَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْکَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ‘‘

تکذیب نبی کا انجام اللہ کا عذاب ہے۔ وہ اس کی مرضی ہے کہ دنیا میں دے یا آخرت میں دے، تھوڑا دے یا زیادہ دے، لیکن یہ بات قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات اور مدارج، تصدیق نبی پر ہیں۔ امت میں انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی تصدیق کس درجہ کی ہے؟ سفر معراج کے بعد جب نبی کریم ﷺ نے واقعہ معراج بیان فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ شہر سے باہر تھے۔ حضور ﷺ نے بلاواسطہ مکہ سے سفر معراج کی تفصیل بیان فرمائی۔ رسول کی تبلیغ میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی۔ کفار نے انکار کیا۔ لیکن ابوبکرؓ نے جب سنا تو تصدیق کی۔ ابوجہل نے کہا تمہارے دوست محمد نے آج یہ واقعہ بیان کیا ہے تو ابوبکرؓ نے فرمایا اگر یہ بات محمد ﷺ نے بیان کی ہے تو سچ ہے۔

جس قدر تصدیق ہوگی اتنا اللہ کا قرب نصیب ہوگا اور جس قدر تکذیب ہوگی اتنا اللہ کا عذاب ہوگا۔ ہم سب انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام میں آدم علیہ السلام پہلے اور حضور ﷺ آخری ہیں۔ اب سب انبیاء علیہم السلام کی تصدیق سے ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ دو نبیوں میں

تضاد نہیں ہوتا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ حضورﷺ کی تصدیق کریں تو عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب لازم آئے، سب کی تصدیق اسی وقت ہوسکتی ہے جب سب متفق ہوں، ان میں اختلاف اور تضاد نہ ہو۔

تو نبی کی ایک علامت یہ بھی ہوئی کہ اس کی تعلیمات کا دوسرے نبی سے ٹکراؤ نہ ہو۔ شریعتیں مختلف ہوسکتی ہیں اور ایسا ہونا ضروری ہے کیونکہ احوال مختلف ہوتے ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی جسامت اور قد کے مطابق لباس تیار کیا جاتا ہے۔ جب بچہ بڑا ہوگا تو وہ لباس چھوٹا ہوجائے گا تو لباس تبدیل کردیا جائے گا تو لباس کی تبدیلی احوال کی تبدیلی کی وجہ سے ہے۔ شریعت کی مثال لباس کی ہے۔ سب انبیاء علیہم السلام نے توحید کی دعوت دی۔ ہاں شریعتیں مختلف ہوتی رہیں۔ آدم علیہ السلام تشریف لائے تو مخلوق تھوڑی تھی، مناکحت سے تناسل ہونا تھا، دور کے رشتے تھے نہیں تو بھائی کا بہن سے نکاح جائز تھا، تو یہ ضرورت تھی تو احکام احوال کے مطابق آتے ہیں، جن میں تناسخ بھی چلتا ہے اور تبدیلیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہر بادشاہ اپنے حالات کے مطابق حکومت چلاتا ہے۔ لیکن منصب نبوت دین کی اساس ہے تو نبی کی ایک علامت یہ ہے کہ ان کی تعلیمات میں تضاد نہیں ہوتا۔ سب نے ایک خدا کی پہچان کرائی، سب نے رسالت کی بات کی، سب نے مرنے کے بعد زندہ ہونے کو بتایا۔ اس لئے ہم سب کی تصدیق کرتے ہیں۔

ہم قادیانیت کی تکذیب کیوں کرتے ہیں؟

ایک شخص ایسا آیا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس سے کئی خرابیاں لازم آئیں۔ من جملہ ان میں سے ایک خرابی یہ ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی سمجھا جائے تو حضورﷺ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ مرزاقادیانی نے پوری زندگی دو مسئلوں پر زور لگایا ہے ایک وفات مسیح اور دوسرا تنسیخ جہاد۔

اور ان دونوں مسئلوں میں وہ حضورﷺ کی تعلیم کے خلاف گیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں جب کہ حضورﷺ فرماتے ہیں قسم اس اللہ کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ گلیوں میں عیسیٰ ابن مریم کو چلتا ہوا نہ دیکھ لیں۔ اس میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ مرزا جو کچھ بھی ہو یقیناً عیسیٰ ابن مریم نہیں۔ اب ان دونوں خبروں میں تضاد ہوگیا۔ جب کہ ایمان نام ہے کہ نبی کی خبر کو سچا مانا جائے۔ اب اگر کوئی مرزاقادیانی کی تصدیق کرتا ہے تو وہ پہلے حضورﷺ کی تکذیب کرے، پھر مرزاقادیانی کی تصدیق کرے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ دونوں کی تصدیق کرے تو ایک کی تکذیب لازم آتی ہے اور یہ تضاد ہے اور یہ نبوت کے اندر نہیں آتا۔

نکتہ لطیفہ

حضورﷺ کو وہ بھی سچا کہتے ہیں ہم بھی سچا کہتے ہیں ہم تو مرزاقادیانی کو جھوٹا مانتے ہیں وہ بھی

جھوٹا مانتے ہیں، فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ وہ مانتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا قادیانی جھوٹا تھا بعد میں سچا ہوگیا۔ دعویٰ نبوت سے پہلے وہ بھی حضور ﷺ پر ایمان رکھتا تھا۔ اس کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ لیکن جب اس نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے جھوٹا تھا بعد میں سچا ہوگیا۔ ہم کہتے ہیں وہ پہلے سچا تھا اب جھوٹا ہوگیا۔ لیکن حضور ﷺ کے بارے میں وہ بھی کہتے ہیں کہ سچے ہیں اور ہم بھی کہتے ہیں کہ سچے ہیں۔ ان کی بات غلط ہے کہ اگر مرزا قادیانی کی تصدیق نہ کریں تو حضور ﷺ کی تکذیب لازم آتی ہے۔

مرزا قادیانی کا دوسرا مسئلہ تنسیخ جہاد کا ہے کہ میں جہاد کو منسوخ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ حضور ﷺ جہاد کے بارے میں کیا فرمارہے ہیں: ''**الجهاد ماض الیٰ یوم القیامة**'' (کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا) تو دونوں باتیں متضاد ہوگئیں تو اس سے کیا معلوم ہوا کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ کی نبوت معرض شک میں ہے یا اس کی نبوت؟ فیصلہ خود کرلیا جائے۔

مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت

میرے دوستو! ختم نبوت کا مسئلہ نہایت اہم ہے اور اس مسئلہ کے مان لینے میں بہت سی ایسی بشارتیں ہیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے اور اس کے نہ ماننے میں نبوت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

اس وقت ہمیں یہ بات مستحضر رکھنے کی ضرورت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہر خبر کا سچا جاننا ضروری ہے جس قدر سچائی کا وجدان، ادراک اور استحضار ہوگا، اتنا ہمارا ایمان بلند اور چمکدار ہوگا۔ یہ جو ہماری بدعملی ہے اسی وجہ سے ہے کہ ایام کے گزرنے سے زمانہ میں بُعد (دوری) پیدا ہوگیا ہے اور بُعد زمانی کی وجہ سے لوگوں کو شک پڑ گیا۔ کہا جاتا ہے ٹھیک ہے حضور ﷺ اپنے وقت میں نبی تھے، جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو یہ پڑھایا جاتا ہے کہ زمانہ آگے کو آچکا ہے۔ آپ ہمیں ۱۴۰۰ سال پیچھے لے جانا چاہتے ہیں، وہ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ اس لئے کہ انہیں ختم نبوت کے معنی کا علم ہی نہیں۔

ختم نبوت کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبوت ختم ہوگئی ہے اب ضرورت نہیں رہی۔ ختم نبوت کا یہ معنی ہے کہ نیا نبی نہیں آئے گا باقی ہدایت نور نبوت سے وابستہ ہے۔ ہدایت نقل سے ہے اصل سے نہیں، اگر ہدایت ہے اور اس کا دروازہ کھلا ہے تو پھر نور نبوت باقی ہے۔ اگر فرض کرو نور نبوت اور فیض نبوت نہ ہو تو کل اللہ پوچھے کہ تم نے کیوں میری بندگی نہیں کی تو کہا جائے کہ آپ نے نبوت کا دروازہ بند کردیا تھا تو ہم کیسے ہدایت پاسکتے تھے۔ تو اللہ نے اس کی پیش بندی فرمادی کہ دوسرے انبیاء کی نبوت ان کے ساتھ ختم ہوگئی۔ لیکن حضور ﷺ کی نبوت کو باقی رکھا، اس میں تحریف اور تغیر وتبدل نہیں ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی شریعت قیامت

بلکہ قیامت کے بعد بھی جنت ودوزخ تک کے لئے ہے اور اس پر یقین بھی رہے کہ اللہ نے اس کو باقی رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ تو آپ ﷺ کی شریعت باقی رہے گی اور کسی چیز کا باقی رہنا خود اس بات کی دلیل ہوا کرتی ہے کہ اس میں نافعیت ہے۔ ہر نفع والی چیز باقی رہتی ہے اور جس چیز میں نفع نہ ہو تو زمانہ اسے بھول جایا کرتا ہے اور قرآن نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ ’’واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ‘‘لیکن وہ چیز جو لوگوں کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔

اب ہم سوچیں کہ قرآن کے الفاظ باقی، معانی باقی اور حضور کی سیرت وصورت سب کچھ موجود ہیں تو یہ موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی نبوت قیامت تک کے لئے باقی ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے دوسرے انبیاء پر کچھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ’’ارسلت الی الخلق کافۃ ‘‘کہ میں پوری مخلوقات کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، صرف انسانوں پر نہیں جنات پر نہیں جانوروں پر بھی نہیں بلکہ اس میں نباتات جمادات بھی شامل ہیں۔ آسمان وزمین بھی ملائکہ بھی شامل ہیں اور پورا دائرہ امکان شامل ہے۔ کیسے؟

ہر دعویٰ کی دلیل ہوتی ہے۔ ’’ارسلت الی الخلق ‘‘خلق کا لفظ کس پر بولا جاتا ہے۔ اللہ نے ’’کــن ‘‘فرمایا تو اس میں سب مخلوقات شامل ہیں۔ اسی لئے حضور کا دائرہ نبوت اتنا وسیع کر دیا گیا کہ زمان ومکان کی قید سے آزاد کر دیا گیا اور اسی لئے حضور ﷺ کی معراج میں عالم امکان کے آخری نکتہ تک سیر کرائی گئی۔ آپ کے اشارہ پر سورج نے اپنی چال بدلی۔ چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ذرّوں نے آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ گوہ نے گواہی دی، اونٹوں نے اپنی گردنیں پیش کیں، ہرنیوں نے فریاد کی۔ جنات نے سبق پڑھا۔ حتیٰ کہ قاضی عیاض نے شفا میں یہ روایت نقل کی کہ جب سفر معراج میں آپ براق پر سوار ہونے لگے تو اس نے تھوڑی سی شوخی کی۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا تھم جا۔ تجھے پتہ ہے کہ سوار کون ہے؟ اس پر حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ میری رحمت میں سے تجھے بھی کوئی حصہ ملا ہے؟ عرض کیا: جی حضور! فرمایا وہ کیسے؟

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ پہلے جب میں آپ کے پاس قرآن کی آیات لے کر آتا تھا تو اس وقت میں دائرہ خشیت میں ہوتا تھا کہ میں ابلیس کا انجام دیکھ چکا تھا کہ وہ بارگاہ خداوندی میں اتنے قرب کے بعد بھی راندہ درگاہ ہو چکا تھا۔ اس لئے میں ڈرتا تھا کہ کہیں میرے ساتھ بھی ایسا نہ ہو جائے لیکن جب میں یہ آیات لے کر آیا۔ ’’انہ لقول رسول کریم. ذی قوۃ عند ذی العرش مکین. مطاع ثم امین ‘‘تو مجھے اطمینان ہو گیا۔ پس حضور ﷺ کے دائرہ نبوت کو رحمت بنا کر بہت وسیع کر دیا گیا۔

اب یہ بات سمجھیں کہ نئے نبی نے آنا نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آئیں گے تو صاحب

شریعت نہیں ہوں گے اور ہدایت نبی کی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں تو پھر نور نبوت کا امین کون ٹھہرا؟ یہ امت۔ گویا جو کام پہلے انبیاء علیہم السلام کرتے تھے اب وہ کام پوری امت کے ذمہ لگا یا گیا۔ اس لئے اس امت کے اجماع کو معصوم قرار دیا۔ عصمت نبوت کا خاصہ ہے۔ افراد میں نبوت تو نہیں آئے گی لیکن نور نبوت پوری امت میں جمع رہے گا اور امت کا جو طبقہ اعلیٰ ہے جو اس نبوت کا امین ہے اسے محفوظ بنادیا گیا۔ محفوظ کا معنی کیا ہے کہ ابتداء گناہ ہوسکتا ہے لیکن گناہ پر اصرار نہیں ہوتا۔ امتحان مقصود ہے، اب محفوظ کے لئے حکم کیا ہے؟ فرمایا: ''قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا و من اتبعنی ''(اے پیغمبر!) کہہ دو کہ یہ میرا راستہ ہے، میں بھی پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنہوں نے میری پیروی کی ہے وہ بھی۔

''انا'' سے مراد حضور ﷺ اور ''و من اتبعنی '' سے مراد اولاً صحابہ اور پھر تبعاً جو لوگ ان کی بہتر طریقے سے اقتداء کریں۔ جیسے ''والذین اتبعوھم باحسان ''میں احسان کی قید ہے تو جو بھی بہتر طریقے سے اتباع کریں وہ محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ بصیرت معصومہ اور بصیرت محفوظہ کو واو استیناف کے ساتھ جمع فرمادیا ہے کہ دونوں الگ ہیں لیکن حکم دونوں کا ایک ہے۔

تو ہمیں ختم نبوت کی وجہ سے بہت بڑا مقام ملا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے ہمیں اجتماعی گمراہی سے محفوظ کردیا ہے۔ دوسرے نمبر پر اس امت کے عیوب ڈھانپ دیئے گئے۔ وہ کیسے؟ پہلی امتوں میں سے بعض نے نبوت کی تصدیق کی اور بعض نے تکذیب کی۔ مکذبین، معذبین ہوئے اور مصدقین انعام یافتہ ہوئے۔ منعم علیہم اور معذبین دونوں کے احوال اگلی نبوت کے سامنے رکھے گئے۔ چنانچہ قرآن کریم کا ایک معتد بہ حصہ سابقہ امتوں کے احوال پر مشتمل ہے۔ ہم آخری امت بنائے گئے ہیں۔ ہمارا کچا چٹھا کسی کے سامنے نہیں کھولا جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی برکت سے کیسی ستاری کا معاملہ فرمایا ہے۔

ختم نبوت کی برکت سے تیسرا مقام یہ ملا کہ ختم نبوت ایک طرف تکمیل دین کا عنوان ہے کہ نبوت کے ختم کا اعلان اس وقت ہوا جب دین کامل ہوگیا اور صحابہ کو خطاب کر کے آخری آیت میں فرمایا گیا: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً ''﴿آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لئے) پسند کرلیا۔﴾

گویا حضور ﷺ کے کام کی جو امانت تھی کہ آپ نے دین مکمل کیا اور کامل دین کی جو تبلیغ تھی مخلوقات کے اندر کرنے کی ذمہ داری اس امت پر ڈالی گئی اور جس پر ذمہ داری ڈالی جاتی ہے اعتماد کی وجہ سے ہی ڈالی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا اعلان فرما کر امت کو تبلیغ کی ذمہ داری سونپ کر امت محمدیہ پر اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا ہے اور امت اس اعتماد پر ابھی تک تو پوری اتر رہی

ہے۔اب ہم پندرہ بیس آدمی بیٹھے ہیں۔اگر سب سے پوچھا جائے کہ کیا یہ قرآن وہی ہے جو جبرائیل علیہ السلام حضورﷺ کے پاس لے کر آئے تھے یا کوئی اور ہے؟ سب کا جواب یہی ہوگا یہ قرآن وہی ہے تو قرآن کی حفاظت اللہ نے کی لیکن ذریعہ اس امت کو بنایا۔

’’وما یعلم جنود ربك الا ھو‘‘ اللہ کی مخلوقات بہت ہیں لیکن اللہ نے اعتماد اس امت پر کیا۔’’ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا من عبادنا‘‘ تو اللہ نے ہمیں قرآن کا وارث بنایا ہے اور یہ وارث بنانا خداوند قدوس کا انتخاب ہے۔اس کتاب کے وارث امت محمدیہ کے علماء ٹھہرے، یہ بھی مصطفیٰ ہیں (چنے ہوئے ہیں) یہ بہت بڑی بات اور بہت بڑا مقام ہے جو ختم نبوت کی برکت سے اس امت کو عطاء ہوا۔

ختم نبوت کی برکت سے انعامات تو بہت ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ قیامت کے دن اس امت کو منصب شہادت ملے گا۔ان کی گواہی انبیاء علیہم السلام کے حق میں قبول کی جائے گی۔’’فکیف اذا جئنا من کل امة بشھید وجئنا بك علیٰ ھؤلاء شھیدا‘‘

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی امت کٹہرے میں کھڑا کرے گی کہ انہوں نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے کہا تھا۔اللہ تعالیٰ پوچھیں کہ اے عیسیٰ! کیا تم نے ایسا کہا تھا؟ وہ عرض کریں گے: الہ العالمین! میں ایسا کیسے کہہ سکتا ہوں۔پھر عیسیٰ علیہ السلام گواہ کے طور پر اس آخری امت کو پیش کریں گے۔یہ امت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں گواہی دے گی کہ پیغمبر خدا سچ فرمارہے ہیں اور ان کی امت جھوٹ بول رہی ہے۔وہ لوگ کہیں گے یہ امت کیسے گواہی دے سکتی ہے۔جب کہ یہ موقع پر موجود نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم کیسے گواہی دے رہے ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ آپ نے ہمارے پاس آخری پیغمبر بھیجا تھا جس پر نازل شدہ کتاب قرآن کریم کو ہم نے محفوظ رکھا تھا اس میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سچے ہیں، اس لئے ہم عیسیٰ علیہ السلام کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ اپنے علم قدیم کے باوجود حضورﷺ سے پوچھیں گے کہ کیا آپ کی امت سچ کہہ رہی ہے؟ حضورﷺ عرض کریں گے کہ الہ العالمین واقعی میری امت سچ کہہ رہی ہے۔

میرے دوستو! کیا یہ معمولی مقام ہے؟ یاد رکھئے! جب کوئی منصب دیا جاتا ہے تو ذمہ داری بھی بڑھ جاتی ہے۔اگر انعام اتنا بڑا ہے تو ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے۔وہ ذمہ داری یہی ہے کہ حضورﷺ پر دائرہ نبوت جہاں جہاں تک وسیع ہے اس کے جس جس مقام تک جاسکتے ہو نور نبوت کے ساتھ جاؤ گے تو ہدایت پاؤ گے۔نور نبوت کسی کے پاس نہیں۔علم نبوت، عمل نبوت کسی کے پاس ہے؟ سوائے مسلمانوں کے کسی کے پاس یہ چیز نہیں۔

اب ہدایت اسی علم نبوت کے ساتھ وابستہ ہے۔اگر یہ چیزیں ہم چھپالیں یا فراموش کردیں یا اس سے فائدہ نہ اٹھائیں اور دنیا کو نہ بتائیں تو کیا دنیا میں نور ہدایت آئے گا؟ اللہ نے ختم نبوت کی ذمہ داری ہم

پر ڈالی ہے۔ حاملان قرآن ہم ہیں، نبی کی نسبت کے وارث ہم ہیں۔ ہمیں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ جو کچھ مغرب سے آئے اسے لے لو۔ آگے دیکھو! پیچھے کی طرف کیوں دیکھتے ہو، ایسے بدبختوں نے مقام نبوت کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ وہ ختم نبوت کی اہمیت سے نابلد ہیں۔

شریعت مکمل محفوظ ہے۔ اگر ہم دین کی دعوت کو لے کر جائیں گے تو دنیا میں امن قائم ہوگا۔ چنانچہ آپ احادیث کو پڑھ لیں۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور شریعت محمدی کو نافذ کریں گے اور پوری دنیا میں امن قائم ہوجائے گا اور یہ امن شریعت محمدی کے نفاذ سے ہوگا۔ نہیں تو نہیں ہوگا۔ دنیا والے کچھ کرلیں اس کے بغیر دنیا میں امن نہیں آسکتا۔ اب ہمارے پاس اتنی عظیم دولت ہے۔ حضور علیہ السلام کس لئے تشریف لائے؟ ''انما بعثت معلما. انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق'' تعلیم اور تربیت کے لئے حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کامیاب معلم اور آپ کے تلامذہ بھی کامیاب ہوئے۔ آپ ﷺ نے کون سی کتاب پڑھائی تھی؟ کیا انگریزی پڑھائی تھی؟

حضور ﷺ نے ۲۳ سال قرآن کریم کی دعوت دی۔ بے دینی کا ماحول اب تو یقینی ہو چکا ہے۔ امت پر بڑی ذمہ داری ہے ہم میں ہر آدمی مبلغ ہے۔ اس مقصد کو سمجھے۔ لہٰذا قرآن کو پڑھو، سمجھو اور دوسروں کو بتاؤ، پھر ہدایت پھیلے گی۔ اس کے بغیر گمراہی ہی گمراہی ہے۔ اے امت محمدیہ! تم حاملان قرآن ہو۔ حاملان سنت ہو۔ اس دولت کو ضائع نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطاء فرمائے۔ اس لئے ختم نبوت کا کام بہت بلند ہے۔ غیر مسلم اس کو عیب بتاتے ہیں کہ دوسرے انبیاء کے بعد تو نبی آئے اور حضور ﷺ کے بعد نبی نہیں؟ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ جو نبی بعد میں آئے گا وہ پہلے والے سے بڑا نبی ہوگا یا چھوٹا؟ اگر بڑا ہوگا تو پہلا ناقص اگر چھوٹا ہوگا تو اس کی ضرورت کیا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ نبی کے بدلنے سے امت بدل جاتی ہے۔ خدانخواستہ اگر فرض کریں دوسرا نبی آجاتا تو آج ہم صحابہ کو جانتے؟ یقیناً نہ جانتے۔ مرزائی گھسیٹی کو صحابہ سے افضل مانتے ہیں۔ اس لئے یہ بہت اہم مسئلہ ہے یہ عیب نہیں بلکہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ ہم آخری امت ہیں۔ ہمارے بعد کوئی امت نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہیں، تو جہاں ہے۔ ہمیں مٹانے والے پہلے خود مٹیں گے بعد میں ہم مٹیں گے۔ قیامت جن لوگوں پر آئے گی وہ امت محمدیہ کے آخری لوگ ہوں گے۔ گویا کائنات کی روح ہمارے اندر ہے۔ فریضہ تبلیغ کو معمولی نہ سمجھیں، مکمل یقین کے ساتھ سرانجام دیں۔ مرزائیوں کو پتہ نہیں کہ ہم نے قادیان کا دامن پکڑ کر کس نبی کا دامن چھوڑا ہے۔ ایک نبی کی تصدیق سے دوسرے نبی کی تکذیب لازم آئے تو سمجھ لیجئے ایک سچا اور ایک جھوٹا ہے۔ ہم بانگ دہل یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سچے ہیں تو لامحالہ مرزا قادیانی جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام شرور و فتن اور علمی و عملی گمراہیوں سے بچائے۔ آمین!

مسئلہ ختم نبوت اور علمائے دیوبند

حضرت حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مسئلہ ختم نبوت ایک اجماعی مسئلہ ہے جس کا انکار کفر ہے۔ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت یعنی اصلی، ظلی، بروزی وغیرہ کا دعویٰ یا دعویٰ کی تصدیق کفر ہے۔ ختم نبوت کے مسئلہ کے حوالے سے یہ امت انوکھی تاریخ رکھتی ہے۔ جب ایسا ہے تو علمائے دیوبند اس میدان میں کیوں کر پیچھے رہیں؟ چنانچہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور وہ کذاب، دجال اور کافر تھا تو اس کے خلاف جدوجہد میں علمائے دیوبند نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ یہ جدوجہد ایک پوری تاریخ رکھتی ہے۔ وہ بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ بیان کرنا ہے کہ علمائے دیوبند نے رسمی کردار ادا نہیں کیا؟ انہوں نے فرط محبت، عشق رسول، فدایانہ انداز اور انتہائی خلوص سے اس کام میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ چنانچہ دو واقعات پیش خدمت ہیں۔

ایک واقعہ دارالعلوم دیوبند کے قابل فخر سپوت محدث عصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری ؒ کا ہے۔ حضرت کشمیری ؒ کی زندگی کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ ہم شمائل نبوی کی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ عام عادات واطوار میں سر سے پاؤں تک سنت کی پابندی کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ عمر بھر کی محنت، مشقت اور کوشش سے بھی یہ بات سمجھ میں آ جائے کہ فلاں حدیث سے سرور کائنات ﷺ کی یہ بات مراد ہے تو بھی بڑی سعادت ہے۔ آپ حدیث پاک کے کسی لفظ کو غلط پڑھنے سے انتہائی منقبض ہوتے تھے۔ آپ کو حدیث پاک کا اتنا ادب تھا کہ باوجود بڑی عمر اور مختلف امراض کے پانچ سو صفحات کا روزانہ مطالعہ کرتے اور دوران مطالعہ دو زانوں بیٹھتے۔ کیا مجال کہ ٹیک لگا کر یا لیٹ کر مطالعہ کریں۔ حضرت پر حدیث کا اثر غالب تھا۔

مقدمہ بہاول پور میں قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے پورا زور لگا دیا۔ مسلمانوں نے چوٹی کے علماء کو بہاول پور مدعو کیا۔ حضرت کشمیری ؒ کو جب دعوت نامہ ملا تو آپ بیماری کی وجہ سے انتہائی کمزور تھے۔ انتہائی گرمی کا موسم تھا۔ بڑے بڑے علماء نے مشورہ دیا کہ آپ مریض ہیں۔ لہٰذا معذور ہیں سفر نہ کریں۔ آپ ہم میں سے جس کو حکم کریں وہ عدالت میں پیش ہونے کو تیار ہے۔ مگر آپ بنفس نفیس عدالت میں تشریف لائے۔ علماء سے فرمایا آپ ناراض نہ ہوتا کہ میں نے آپ کی بات نہیں مانی۔ میں خود اس لئے آیا ہوں کہ نبی ﷺ قیامت کے دن میری شفاعت سے انکار نہ فرما دیں کہ جب میری عزت کا سوال تھا تم نے سفر کیوں نہ کیا؟ بہاول پور کی ایک مجلس میں فرمایا تھا کہ شاید یہ بات مغفرت کا سبب بن جائے

کہ نبی ﷺ کا جانبدار ہو کر بہاول پور آیا تھا۔ آپ نے عدالت میں کھڑے ہو کر پانچ پانچ گھنٹے بیان کیا اور علم وعرفان کے موتی بہادیئے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر مقدمہ بہاول پور کے فیصلے سے پہلے میری موت آجائے تو میری قبر پر فیصلہ سنا دینا۔ ۱۹۳۳ء کو آپ کا انتقال ہوا جب کہ مقدمے کا فیصلہ ۱۹۳۵ء کو ہوا۔ حضرت مولانا محمد صادق مرحوم بہاول پور سے دیوبند گئے اور حضرت کشمیری ؒ کی وصیت کے مطابق مزار پر حاضر ہو کر مقدمہ بہاول پور کا فیصلہ اونچی آواز سے پڑھ کر سنایا۔

دوسرا واقعہ ہزارہ سے تعلق رکھنے والے مشہور ومعروف عالم دین حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ کا ہے۔ ان کا جوان العمر بیٹا بیمار ہوگیا۔ اس کو لے کر ہسپتال میں گئے۔ ڈاکٹروں نے بیٹے کو چیک کیا۔ بیماری اتنی بڑھ چکی تھی کہ انہوں نے رپورٹ دی کہ مولانا! آپ کا بیٹا آج رات کا مہمان ہے۔ پوچھا: میں کسی بڑے ہسپتال میں لے کر جاؤں؟ انہوں نے کہا: کوئی فائدہ نہیں۔ آج رات کا مہمان ہے۔ اب جس بندے کو جوان العمر بیٹے کے بارے میں بتایا جائے کہ آج رات کا مہمان ہے تو اس کے دل پر کیا گزرے گی؟ وہ بڑے آزردہ اور غمگین دل کے ساتھ بیٹے کو لے کر گھر آئے۔ چارپائی پر لٹایا۔ اس کے بعد بیوی کو بتایا۔ ابھی اسی حال میں تھے کہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ باہر نکلے۔ پوچھا: کون؟ ایک بڑے میاں کھڑے تھے۔ کہنے لگے: میں فلاں گاؤں سے آیا ہوں۔ ذرا دور کا نام بتایا۔ وہاں پر ایک قادیانی مبلغ آیا ہوا ہے اور لوگوں کے ایمان کو خراب کررہا ہے۔ ختم نبوت کے خلاف کام کررہا ہے تو میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور وہاں جاکر ختم نبوت پر تقریر کریں اور نبی ﷺ کی ختم نبوت کو لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ اب ان عالم دین نے جب یہ سنا تو واپس آئے اور بیوی کو کہا کہ تم دھیان رکھنا، جو قضا ہے وہ تو پوری ہو کر رہے گی۔ مجھے جب اطلاع مل گئی کہ کوئی نبی ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈال رہا ہے تو میں اب رک نہیں سکتا۔ بیوی کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ بیٹا مہمان ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ رات نہیں گزرے گی۔ آپ جانا چاہ رہے ہیں۔ مگر انہوں نے تسلی دی کہ ہاں! میں جانا چاہ رہا ہوں۔ مجھے چونکہ بوڑھے نے دعوت دے دی ہے اس لئے اب میں رک نہیں سکتا۔ اتنے میں بیٹے نے بھی بات سن لی تو اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ وہ کہنے لگا: ابا جی! آپ مجھے چھوڑ کر جارہے ہیں؟ تو بیٹے کو تسلی دی۔ بیٹا جارہا ہوں، زندگی ہوئی تو واپسی پر ملاقات ہوجائے گی۔ اگر اللہ نے بلالیا تو قیامت کے دن نبی ﷺ کے حوض کوثر پر ملاقات ہوگی۔

چنانچہ تانگے پہ بیٹھے اور چل پڑے۔ ابھی شہر سے نکلے نہیں تھے کہ بیٹے کی وفات ہوگئی۔ گھر والوں نے بندے کو بھگایا۔ اس نے جاکر بتایا اور کہا کہ آپ واپس آجائیں تو فرمانے لگے۔ نہیں! اس لئے کہ جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے اور نبی ﷺ کی ختم نبوت کا دفاع کرنا یہ فرض عین ہے۔ اس کی طرف بڑھتے قدم واپس نہیں آسکتے۔ چنانچہ وہاں گئے۔ وہاں جاکر بیان کیا جو لوگ دین سے ہٹے تھے وہ واپس دین میں آگئے۔ پھر

گھر واپس آئے۔ اگلے دن خواب میں بیٹے کی زیارت ہوئی۔ اپنے بیٹے سے پوچھا: بیٹا! آگے کیا ہوا؟ بیٹے نے کہا: گناہ میرے بہت زیادہ تھے۔ مگر جب اللہ کے حضور پیش کیا گیا تو فرمایا کہ تیرے باپ نے میرے محبوب ﷺ کے لئے قربانی دی۔ ہم نے تیرے سب گناہ معاف فرمادیئے۔

مسئلہ ختم نبوت کے حوالے سے ہمارے اکابرین کی عجب شان تھی ان دو واقعات سے انصاف پسند انسان بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ علمائے دیوبند مسئلہ ختم نبوت کو کیا اہمیت دیتے تھے؟ ان کو رسول پاک ﷺ سے کس درجے کی محبت تھی؟ ختم نبوت کے حوالے سے ان کا کردار کس نوعیت کا تھا؟ اس کردار کی بنیادوں میں کس درجے کا خلوص تھا؟ ان کی قربانیاں کیسی تھیں؟ اللہ تعالیٰ اس عقیدے پر مرمٹنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین! (الاکابر جھنگ اپریل ۲۰۱۷ء)

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ کو مولانا ضیاء القاسمی ؒ کا خراج تحسین

میں جب ان کے تفسیری میدان کو دیکھتا ہوں تو مجھے وہ رازی ؒ کی مسند پر بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ میں انہیں جب ایک محدث کی نظر سے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے وقت کے بخاری ؒ نظر آتے ہیں۔ جب میں انہیں شب زندہ دار کی نظر سے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے وقت کے جنید ؒ نظر آتے ہیں۔ جب میں انہیں توحید وسنت کے داعی کی حیثیت سے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ اور شاہ اسماعیل شہید ؒ کے جانشین نظر آتے ہیں۔ جب میں انہیں مجاہد، غازی اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کی نظر سے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے پنجاب میں خالد بن ولید ؓ کی جرأت کے امین نظر آتے ہیں۔ جب میں انہیں پیکر صدق و وفا، تاریخ ساز اور ایک انقلاب انگیز شخصیت کی نظر سے دیکھتا ہوں تو وہ مجھے حضرت شیخ الہند ؒ کی پوری زندگی کی خوشبو ان میں نظر آتی ہے۔ جب میں انہیں ایک زاہد، عالم، مدبر اور ایک بصیرت افروز شخصیت اور جابر سلطانوں کے ساتھ آنکھوں میں آنکھ ڈال کر بات کرنے والا سچا اور مخلص جرنیل کی حیثیت سے دیکھتا ہوں تو مجھے ان میں احمد بن حنبل ؒ اور حضرت سید حسین احمد مدنی ؒ کی جھلک نظر آتی ہے۔ جب میں انہیں ایک خوشبودار گلشن کی مہکتی ہوئی معطر دنیا میں تلاش کرتا ہوں تو وہ مجھے ایک ایسا حسین وجمیل گلدستہ نظر آتے ہیں جس میں پوری گلشن کے مہکتے ہوئے پھول سجائے گئے ہوں۔ اور اگر میں انہیں اپنے وقت کے اختصار کے پیش نظر سمیٹنے کی کوشش کروں تو میں ایک شاعر کی زبان میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ: ”وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھودیئے...... ڈھونڈا تھا آسماں نے جنہیں خاک چھان کر“ کمالات اور محاسن کو اگر تمام خوبیوں اور اپنی رعنائیوں سمیت، مہکتی ہوئی خوشبوؤں سمیت، چنے ہوئے پھولوں کے رنگ میں ایک گلدستہ سجادیا جائے اور مجھ سے پوچھا جائے کہ اس گلدستہ کا نام کیا ہے، تو میں کہوں گا اس گلدستہ کا نام احمد علی لاہوری ؒ ہے۔

جناب راؤ خورشید علی خان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب

ادارہ

۲ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے قومی اسمبلی پاکستان میں جناب راؤ خورشید علی خان کا انگریزی زبان میں تاریخی خطاب ہوا۔ اس خطاب کا اردو ترجمہ ''قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ'' کی ج۵، ص۲۲۵۳ تا ۲۲۵۷ پر درج ہے۔ یہاں ذیل میں اس خطاب کو پیش کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

جناب والا! یہ مسئلہ بہت ہی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اس کا تعلق ہمارے دین سے ہے، ہمارے ملک کی سلامتی سے ہے۔ بلکہ میں اگر یہ کہوں تو بے جانہ ہوگا کہ اس ملک کی بقاء سے بھی اس کا تعلق ہے۔ اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اگر ہم نے اس معاملے میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ تو نہ صرف یہ کہ اللہ میاں ہمیں معاف نہیں کریں گے۔ بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ ہمیں بڑی سوجھ بوجھ کا ثبوت دینا چاہئے۔ پورے غور وخوض کے ساتھ، کسی ڈر اور لالچ کے بغیر، خدا کو حاضر ناظر جان کر خالصتاً اسلامی نقطہ نظر سے اور ملک کی سلامتی اور بقاء کے نقطہ نظر سے اس پر غور کرنا چاہئے۔ ورنہ مجھے ڈر ہے جناب چیئرمین! کہ آخرت کی بات میں تو شاید کچھ عرصہ لگے۔ گو اس کا بھی کچھ پتہ نہیں کہ اگلے لمحے ہمارے ساتھ خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آجائے۔ ابھی میں پچھلے دنوں اپنے حلقہ نیابت کا مختصر سا دورہ لگا کر آیا ہوں۔ میری ان معروضات میں وہ اطلاع بھی شامل ہے۔ جو میں نے براہ راست اپنے حلقے میں ایک چھوٹا سا دورہ لگا کر حاصل کی ہے۔

جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان قادیانی حضرات اور لاہوری پارٹی نے ختم نبوت کے سلسلے میں جو رویہ اختیار کیا ہے اور ایک جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کو معاف نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے امت کے اندر اتنی بڑی خلیج اور اتنا بڑا انتشار پیدا کر دیا ہے کہ اگر اس قسم کا انتشار پیدا نہ کیا جاتا تو بہت ممکن ہے کہ امت میں آج جو ایک انتشار نظر آتا ہے، اس میں بہت حد تک کمی ہوتی اور ساری دنیا کا مقابلہ ہم احسن طریقے پر کر سکتے تھے، اس ملک کی جہاں تک بات ہے، یہ تو اب بحرانوں کی سرزمین بن کر رہ گیا ہے۔ پہلے ہی بحرانوں سے دوچار تھا۔ اب مزید یہ بحران پیدا کیا گیا ہے اور اس وقت Immediate cause (فوری مسئلہ) جو ہے۔ وہ بھی ان فتنہ گروں کا پیدا کیا ہوا ہے۔

غضب خدا کا، ایک اتنی قلیل اقلیت اور اس کو یہ حوصلہ ہوا کہ اس نے ہمارے طلباء کے اوپر حملہ کیا۔ ظاہر بات ہے کہ اتنی قلیل اقلیت کو از خود یہ حوصلہ اور ہمت نہیں ہوسکتی۔ یہ کسی کی شہ پر کیا گیا ہے۔ یہ ملک کے خلاف سازش ہے اور جناب بھٹو نے میرے خیال میں یہ بات صحیح کہی کہ یہ بین الاقوامی سازش کا کوئی حصہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی بڑی اہمیت ہے اور ہمیں پورے غور وخوض کے ساتھ اس کا جائزہ لینا چاہئے۔

جناب والا! اس سلسلے میں اس کا تھوڑا سا پس منظر میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے مجھے پورا یقین آیا اور باتوں کے علاوہ کہ یہ کیوں غلط کار لوگ ہیں اور ان کا نبوت کا دعویٰ کیوں جھوٹا ہے اور ختم نبوت کے انہوں نے جو معنی پہنائے ہیں، یہ کیوں غلط ہے؟

جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ برصغیر پاک وہند میں جب مغلوں کی حکومت ختم ہوئی۔ اس میں جب زوال آیا۔ انگریزوں نے قبضہ کیا تو اس وقت یہ جو ایک مرحلہ تھا۔ یہ ایک نازک مرحلہ تھا۔ جو علماء حق ہیں۔ انہوں نے اس بات کا جائزہ لیا کہ مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی ہے۔ ایک کافروں کی حکومت برسر اقتدار آگئی ہے۔ اسلام چونکہ مکمل دین اور ہر چیز کا اس میں انتظام ہے اور اس میں جذبہ جہاد پر اتنا بڑا زور دیا گیا ہے کہ اگر ہم اس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں تو مسلمان غلام نہیں ہوسکتا۔

اس وقت اس تحریک کے جو بانی مبانی تھے۔ سید احمد شہید بریلوی ؒ اور دیگر حضرات، جنہوں نے اس تحریک کی رہنمائی کی۔ انہوں نے اس تحریک کو اس قدر منظم کیا کہ بنگال سے لے کر سرحد تک اور باقی قبائلی علاقے تک اس تحریک کو چلایا اور بنگال، پٹنہ اور بہار کے لوگ جاکر وہاں لڑے ہیں۔ یہاں سکھوں کے ساتھ پشاور میں، اور دوسرے علاقوں میں اور اس طریقے سے انہوں نے اس تحریک کی آبیاری کی ہے۔ تمام تر زور اس بات پر تھا کہ مسلمان محکوم نہیں ہوسکتا۔ مسلمان غلام نہیں ہوسکتا، اور اگر مسلمان غلامی سے دوچار ہوتو اسے جذبہ جہاد کے تحت تن، من، دھن سب کچھ قربان کردینا چاہئے اور اس کو ایک آزاد منش آدمی کی سی زندگی بسر کرنی چاہئے۔ غلامی اس کے لئے لعنت ہے۔ غلام کی حیثیت سے مسلمان، مسلمان نہیں رہتا اور وہ اسلام کے فرائض کو پورا نہیں کرسکتا۔

یہ اتنا بڑا مسئلہ تھا کہ انگریز کے لئے یہ ایک بڑا معمہ بن گیا۔ انگریز اپنی حکومت کو مستحکم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن دوسری طرف اس قسم کے، میں کہوں گا، نہتے لوگ، جن کے پاس کوئی جائیدادیں نہ تھیں۔ کوئی ذرائع نہ تھے، مخصوص قسم کے۔ بلکہ جو متمول لوگ تھے۔ وہ تاریخ میں آیا ہے کہ ان کے لئے باطل پرست، خود پرست، مفاد پرست قسم کے علماء سے مکہ، مدینہ تک سے فتوے منگوائے گئے۔ یہاں سے بھی غلط قسم کے علماء سوٗ سے انہوں نے فتوے لے لئے جہاد کے خلاف، اور اس بات کے حق میں کہ اس حکومت کے دوران امن قائم ہوگیا۔ اس کی اطاعت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود تحریک چلانے والے لوگ ان فتوؤں

سے متاثر نہ ہوئے۔ لیکن کچھ متمول لوگ ان غلط فتاویٰ کے بھرے میں آ گئے اور انہوں نے ایک حد تک انگریزی حکومت کو قبول کرلیا۔ لیکن عام لوگ، بھوکے ننگے قسم کے لوگ جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ انہوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر اس تحریک کی آبیاری کی اور اس کو روپیہ فراہم کیا اور اس کو ٹوٹے پھوٹے ہتھیار فراہم کئے اور اس طریقے سے انگریز کا ناطقہ بند کردیا۔

میں مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مرحلہ وہ تھا کہ جس وقت انگریز کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا شخص ہاتھ لگے کہ جو یہ جہاد والی بات کو منسوخ قرار دے دے۔ کیونکہ اس نے ہمارا ناطقہ بند کردیا ہے اور یہ ہماری حکومت کے اندر استحکام پیدا نہیں ہونے دیتا۔ اس وقت ایسی شخصیت کی ضرورت پڑی کہ جو اس جہاد کو حرام قرار دے دے اور جہاد جب حرام قرار دے دے تو بس، مسلمان پھر عیاشی کے اندر پڑ جائے گا۔ وہ نہ اسلام کے لئے لڑے گا اور نہ ملک وملت کے لئے قربانی دے گا۔ پھر کوئی کافر، بے دین جو بھی چاہے اگر اس پر حکمرانی کرے۔ جائیدادیں دے۔ بس وہ حکمرانی کرتا رہے۔ تو گویا یہ شکل جب پیدا ہوئی تو اس وقت پھر مرزا قادیانی پر ان کی نظر پڑی۔

ہنٹر بڑی مشہور شخصیت سول سروس کی ہے۔ سب حضرات کو علم ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے ”انڈین مسلمان۔“ اس کے اندر ان تمام چیزوں کی تفاصیل آئی ہیں۔ اس نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہوئی تو ہنٹر صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا کہ یہ جو ہم نے علماء سے فیصلے لئے تھے، یہ سب ناکام ہوگئے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ یا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، جنہوں نے اس جہاد میں حصہ لیا اور اس طرح سے تحریک کو آگے بڑھایا، تو ان کو ہنٹر صاحب نے خود ”نبی“ کے لفظ سے یاد کیا ہے تاکہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی جائے کہ بڑا قسم کا عالم جو ہے وہ نبی بھی بن سکتا ہے۔ اس طریقے سے مرزا قادیانی نے رفتہ رفتہ جس کی تمام تفاصیل آپ کے سامنے آچکی ہیں۔ اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے چھوٹی اسٹیج سے آخر نبوت کا اس نے دعویٰ کردیا اور سب سے بڑی دو باتیں اس نے کیں۔ ایک جہاد کی منسوخی اور ایک یہ آیت کہ ”اولی الامر منکم“ اس کی غلط تعبیر کہ اطاعت کرو خدا کی اور رسول ﷺ کی اور ”اولی الامر منکم“ کی، جو تم میں سے ہو۔ تو یہ قادیانی لوگ جو تحریف کے استاد ہیں۔ (جیسا کہ مولانا ہزاروی صاحب نے بھی اس کا ثبوت بہم پہنچایا ہے) تو وہ ”منکم“ کو تو ہڑپ کر گئے اور اس آیت کے غلط معنی کئے کہ بس جو بھی حاکم ہو، چاہے کافر ہو، اس کی اطاعت کرو۔

ان دو چیزوں پر انہوں نے سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ اب اس معاملے کے اندر ظاہر بات ہے کہ مسلمان کے پاس ایک ایسی کتاب ہے قرآن کریم کی شکل میں کہ اس میں کوئی تحریف نہیں کرسکتا۔ جو تحریف کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے۔ مارا جاتا ہے اور قرآن کریم قیامت تک کے لئے محفوظ ہے اور اللہ میاں

نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس کی موجودگی اور احادیث صحیحہ کی موجودگی میں مسلمانوں کو اس بات کا قائل نہیں کیا جا سکتا کہ جہاد منسوخ ہو سکتا ہے یا وہ ”اولیٰ الامر منکم“ میں سے ”منکم“ کو نکال کر ہر کافر اور بے دین حکومت کے وہ غلام رہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد جناب والا! اب آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو معروضات پیش کی ہیں۔ ان سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ سامراج کی خدمت کے لئے سامراج نے یہ پودا خود کاشت کیا تا کہ امت مسلمہ میں تفریق پیدا کی جائے اور امت مسلمہ کے اتحاد اور اتفاق کو ختم کیا جائے۔ اسلام کی یکجہتی کو ضرب کاری لگائی جائے۔ اب آخر میں جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اس مسئلہ کے حل کے لئے کوئی تجویز پیش کرنی چاہئے تو تجویز جناب! یہ ہے کہ جب تک ان قادیانیوں کے دونوں گروہ، ربوہ والے اور لاہور والے، ان کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا گیا تو مسئلہ حل نہ ہوگا۔ بلکہ خدانخواستہ، خدانخواستہ، خدانخواستہ اس ملک کے اندر ایسا بحران پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کو قابو میں لانا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ ہم پہلے ہی بہت سے بحرانوں سے دوچار ہیں اور اب ہمیں کسی نئے بحران کو دعوت نہیں دینی چاہئے ورنہ ہم خود پھر اپنے ساتھ دشمنی کریں گے۔ اس میں مذہبی طور پر تو جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ جو امت کا اتحاد ہے۔ وہ قائم رہے گا۔ تفریق وانتشار ختم ہو جائے گا اور سیاسی طور پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے اب یہ قادیانی مسلمانوں کے نام پر جو کلیدی اسامیوں پر قابض ہیں اور جو قبضہ جمائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان سے ان کو ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ ان سے یہ محروم ہوں گے اور اب یہ جو اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھ رہے ہیں اور اس ملک کی سلامتی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ان کو خدانخواستہ توڑنا چاہتے ہیں۔ تو پھر وہاں قادیان کو لوٹنا چاہتے ہیں تو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے یہ دونوں مقاصد حل ہو سکتے ہیں اور یہی میری تجویز ہے اور میں یہ التجا کرتا ہوں تمام ہاؤس سے جناب چیئرمین! آپ کے ذریعے کہ ان کو ضرور غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اسی میں ملک وملت کا فائدہ ہے۔ پاکستان کا فائدہ ہے۔ تمام امت مسلمہ کا فائدہ ہے اور ہم ایک مزید بحران سے بچ جائیں گے۔

صدقہ کا دگنا اجر

آپ ﷺ نے عام افراد پر صدقہ کرنے کے بجائے رشتہ داروں پر خرچ کو بھی ثواب کا ذریعہ ووسیلہ قرار دیا، اس سے آگے بڑھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ عام مسکین پر صدقہ سے تو ایک گنا ہی ثواب پائے گا لیکن اگر کوئی شخص غریب رشتہ دار کو صدقہ دیتا ہے تو اس کو دگنا ثواب واجر ملے گا، ایک اجر تو صدقے ہی کا، دوسرا صلہ رحمی کا اجر۔ (مشکوۃ)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے مال دار عورتوں کو جو اپنے شوہروں پر اور ان کے بچوں پر خرچ کرتی ہیں انہیں دگنے اجر کی بشارت سنائی۔ ایک رشتہ داری کا اجر، دوسرے صدقہ کا اجر۔ (بخاری)

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... مولانا محمد وسیم اسلم

نقد ونظر: مؤلف: مولانا سعید احمد جلالپوری شہید ؒ: صفحات ۴۷۲: قیمت: درج نہیں: ناشرو ملنے کا پتہ: مکتبہ ختم نبوت، دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔

قحط الرجال کے دور میں بہت کم ایسے رجال کار پیدا ہوئے جن کو بیک وقت درس وتدریس، وعظ و نصیحت اور تصنیف وتالیف میں ملکہ تامہ حاصل رہا ہو۔ان رجال خیر میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ؒ کے علمی و روحانی جانشین مولانا سعید احمد جلالپوری شہید ؒ قریب ہی زمانہ میں گزرے ہیں جنہوں نے ہر محاذ پر حضرت لدھیانوی شہید ؒ کی جانشینی کا صحیح معنوں میں حق ادا کیا ہے۔ حضرت جلالپوری شہید ؒ اگرچہ فرد واحد تھے لیکن اپنے اکابر کی طرح اپنی ذات میں انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔آپ کی جہاں درس وتدریس اور تحفظ ختم نبوت سمیت دیگر دینی شعبہ جات میں خدمات میسر تھیں وہاں آپ کی تحریری وتصنیفی خدمات بھی غیر معمولی ہیں۔حضرت لدھیانوی شہید ؒ کی شہادت کے بعد ماہنامہ بینات کی ادارت آپ کے سپرد ہوئی جس کی ذمہ داری کو آپ نے دس سال بحسن خوبی نبھایا۔ان دس سال کے دورانیہ میں آپ نے اپنے قلم سے سینکڑوں کتب پر تبصرہ لکھا جسے ''نقد ونظر'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔اس کتاب میں موضوع اور فنون کے اعتبار سے کتب کی تقسیم کر کے ابواب بندی کی گئی ہے۔جن ابواب میں کتب منقسم ہیں عنوانات ملاحظہ فرمائیں: قرآن کریم اور علوم قرآنیہ، حدیث اور متعلقات حدیث، عقائد، فقہ وفتاویٰ اور مسائل واحکام، تصوف سلوک واحسان، سیرت انبیائے عظام وصحابہ کرامؓ، تذکرہ وسوانح (حالات وواقعات)، تاریخ، وظائف، دعاؤں اور دواؤں کے ذریعہ روحانی و جسمانی علاج، مقالات ومضامین اور مکتوبات وادبیات، مواعظ وملفوظات اور خطبات، اصلاحی کتب، رسائل وجرائد کی خصوصی اشاعتیں، نصابی کتب، ردفرق باطلہ اور ردقادیانیت۔اخیر میں مولانا سعید احمد جلالپوری شہید ؒ کی اپنی تصانیف پر متعدد رسائل وجرائد کے چند تبصرے بھی موجود ہیں جو کہ مصنف کی فن تحریر سے وابستگی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ نئے تبصرہ نگاروں کے لئے مذکورہ کتاب کافی مؤثر ہے۔

اس فن سے جڑے لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ مواد کو جمع کرنا پھر اسے ترتیب دے کر اشاعت کے قابل بنانا بھی خاصا محنت طلب کام ہے جسے مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے احسن انداز میں نبھایا ہے۔اس پر آپ تحسین کے حقدار ہیں۔

اسلام اور معاملات: مرتب: حافظ محمد اسحاق ملتانی: صفحات ۴۰۰: قیمت: درج نہیں: ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان: ملنے کا پتہ: مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور، دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔

شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰات والتسلیمات میں جیسے عبادات ایک اہم باب ہے ایسے ہی معاشرت، اخلاقیات اور معاملات بھی شریعت کے اہم ابواب میں شامل ہیں۔ آج کے دور میں عبادات یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو ہی صرف دین سمجھا جارہا ہے حالاں کہ ان عبادات کا تعلق حقوق اللہ سے ہے جب کہ معاشرت اور معاملات کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ حقوق اللہ میں کوتاہی کا گناہ سچی توبہ سے معاف ہو سکتا ہے، لیکن حقوق العباد کی کوتاہی کے گناہ پر تمام علماء وفقہاء کا اتفاق ہے کہ جس شخص کے حق کو تلف کیا جب تک اس کا حق ادا نہ کرے یا اسی سے حق معاف نہ کرائے تب تک اللہ کے حضور بھی معافی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے حقوق العباد کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہمارے معاشرہ میں آج ہر دوسرا گھر آپس کی لڑائی جھگڑے، اختلافات اور تنازعات کا شکار نظر آتا ہے۔ اس صورت حال پر اگر ہم غور کریں تو اس کا سبب معاملات کی خرابی ہی معلوم ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا کتاب میں انہیں معاملات سے متعلق اثرات وثمرات، اہمیت وورستگی، حقوق وحدود، اصول وضوابط اور مسائل وہدایات کو حسن ترتیب سے جمع کیا گیا ہے۔ جابہ جا موقع کی مناسبت سے واقعات کو درج کر کے استفادہ کو آسان بنایا گیا ہے۔ کتب کی مضبوطی، بائنڈنگ اور ٹائٹل پر تعارف وتبصرہ کے لئے ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

خواب کی دنیا: مرتب: حافظ محمد اسحاق ملتانی: صفحات ۴۱۶: قیمت: درج نہیں: ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان: ملنے کا پتہ: ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور، مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور۔

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نبوت میں مبشرات کے علاوہ کچھ باقی نہیں۔ پوچھا گیا کہ مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے خواب'' شیطانی وساوس سے ہٹ کر اچھے خوابوں کی حقیقت شریعت میں بھی مسلم ہے۔ جس سے قطعاً انکار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی بے جا طور پر خوابوں کو ہی سب کچھ سمجھا جاسکتا ہے۔ اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ خود فجر کی نماز کے بعد عموماً صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ: کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ خواب بیان کرتا اور حضور نبی کریم ﷺ اس خواب کی تعبیر فرمایا کرتے۔ چنانچہ خوابوں کی حقیقت کو آشکارا کرنے کے لئے مذکورہ بالا کتاب ترتیب دی گئی ہے۔ کتاب میں خواب کی شرعی حیثیت، خواب کی اقسام، احکام ومسائل، خواب کے سچا یا جھوٹا ہونے کی علامات، فن تعبیر کے لئے اصول وہدایات کے اندراج کے ساتھ ساتھ حکایات اور اکابرین کے خواب مع ان کی تعبیر بھی درج کئے گئے ہیں۔ اس موضوع پر خاصہ مواد موجود ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس بہاول پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس شاہی جامع مسجد الصادق بہاول پور میں ۱۹راگست ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء صاحبزدہ خواجہ عزیز احمد مدظلہ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام مجید اور حمد ونعت کے بعد مہمانان گرامی کے بیانات کا سلسلہ شروع ہوا۔ مہمانان گرامی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا عبدالحمید تونسوی، جمعیت اہل حدیث کے مرکزی رہنما سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مفتی عطاء الرحمن، مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی، مفتی مظہر اسعدی، مولانا قاری محمد احمد مدرس جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا، مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ ختم نبوت بہاولپور، قاری غلام یاسین صدیقی، مولانا عبدالرزاق، مولانا محمد احمد مدرسہ قدسیہ، مولانا محمد خبیب مبلغ ختم نبوت ٹوبہ، مولانا محمد اقبال مبلغ ختم نبوت ڈی جی خان ودیگر علماء کرام شامل تھے۔ مہمانان گرامی کا کہنا تھا کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا تمام مسلمانوں کا اسلامی فریضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے اہم محکموں میں جتنے بھی قادیانی تعینات ہیں انہیں فوری طور پر عہدوں سے ہٹایا جائے اور انہیں قادیانیت کا پرچار کرنے سے روکا جائے۔ جب تک ایک بھی مسلمان حیات ہے تب تک فتنہ قادیانیت کے سدباب کے لئے ہرممکن جدوجہد کی جائے گی۔ کانفرنس کا اختتام شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی کی پرسوز دعا سے ہوا۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام الفتح گراؤنڈ سلیمی چوک میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۰راگست ۲۰۱۷ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امراء پیر طریقت حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ اور صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد مدظلہ نے فرمائی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام مقدس سے ہوا۔ تلاوت کے بعد حمد ونعت کا ہدیہ پیش کیا گیا۔ کانفرنس میں صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد، حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی، حضرت مولانا اللہ وسایا، سید جاوید حسین شاہ، سید فاروق شاہ، قاری محمد یاسین، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا زاہد محمود قاسمی، مولانا شاہ نواز فاروقی، مولانا

عزیز الرحمٰن رحیمی، مولانا سید خبیب شاہ، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا عبدالرزاق، سید مظہر علی شاہ، مولانا عبدالشکور رضوی، قاری صولت نواز، قاری محمود صدیق سمیت ضلع بھر کے علماء کرام اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے خواص نے شرکت و بیانات فرمائے۔ مقررین نے کہا کہ اتحاد امت کے لئے عقیدہ ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی فارمولا نہیں۔ اس عقیدہ کے استحکام میں پوری امت کا وجود ہے، اسی لئے اس کا تحفظ کرنا امت مسلمہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا قادیانیت کے خلاف ہمارا آئینی و قانونی تعاقب جاری رہے گا۔ نظم وضبط اور حاضری کے اعتبار سے کانفرنس بھرپور رہی۔ یقیناً اس طرح کے اجتماعات امت مسلمہ کے لئے سنگ میل ثابت ہوں گے۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس گھوٹکی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گھوٹکی کے زیراہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس زیرصدارت سائیں سید نور محمد شاہ، زیرنگرانی مولانا خالد حسین جامع قاسم العلوم ۱۷راگست ۲۰۱۷ء کو بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ پہلی نشست میں تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد حسین ناصر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کا بیان ہوا۔ بعد نماز عشاء دوسری نشست میں حمد ونعت کے بعد مقامی علماء کرام کے بیانات ہوئے اور آخر میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں ہماری ذمہ داری اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر تفصیلی خطاب کیا۔ محمد مبشر حسین اور الحاج امداد اللہ پھلپوٹو نے ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے سید نور محمد شاہ، مولانا خالد حسین، بھائی محمد طیب، مولانا رحمت اللہ حیدری نے بھرپور محنت کی۔

ختم نبوت کورس گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے زیراہتمام شالیمار ٹاؤن کی مرکزی جامع مسجد میں ۸، ۹، ۱۰ر جولائی بروز ہفتہ، اتوار، پیر بعد نماز عشاء سہ روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے عقیدہ ختم نبوت، حیات مسیح علیہ السلام، امام مہدی علیہ الرضوان اور فتنہ قادیانیت کے موضوعات پر تفصیلی لیکچرز دیئے۔ مولانا لقمان شمس اور ضلعی مبلغ مولانا محمد عارف شامی کے لیکچرز بھی ہوئے۔ ختم نبوت کورس میں تینوں دن بھرپور حاضری رہی۔ کورس کی کامیابی میں حاجی عبدالوحید، جناب غلام نبی، قاری عبدالغفور آرائیں اور مولانا محمد اشرف مجددی کا واضح کردار رہا۔ کورس کے اختتام پر شرکاء کورس کو ختم نبوت کے موضوعات پر لٹریچر اور کتب بھی دی گئیں۔

تحفظ ختم نبوت پروگرام وافتتاحی تقریب ختم نبوت چوک پہاڑپور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۱۸راگست ۲۰۱۷ء بروز جمعۃ المبارک کو دارالعلوم صدیقیہ

پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں تحفظ ختم نبوت پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور ضلعی مبلغ مولانا محمد حمزہ لقمان نے خصوصی شرکت و بیانات کئے۔ مقررین نے کہا کہ ہماری نسبت خاتم النبیین کے ساتھ ہے اور اسی نسبت سے ہماری روز محشر شفاعت ہوگی۔ ہمیں اپنے نبی ﷺ کے ساتھ محبت کا ثبوت دیتے ہوئے گستاخ رسول (قادیانیوں) کی تمام مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ختم نبوت کا کام کرے گا تو قیامت کے دن وہ حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ ہوگا۔ اس پروگرام کے بعد تحصیلی جماعت کی کاوشوں سے چشمہ روڈ (رنگپور اڈا) پر خاتم النبیین ﷺ چوک کا افتتاح کیا گیا۔ افتتاحی تقریب میں تحصیل کی مجلس عاملہ، مجلس شوریٰ اور ختم نبوت کے رفقاء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اختتامی دعا مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے کرائی۔

افتتاحی تقریب تحفظ ختم نبوت موڑ کھنڈہ صوابی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۳ر جولائی ۲۰۱۷ء بعد نماز عصر صوابی میں ''کھنڈہ موڑ'' کا نام تبدیلی کے بعد ''تحفظ ختم نبوت موڑ کھنڈہ'' مقرر ہونے پر افتتاحی تقریب پیر طریقت مولانا اعزاز الحق شاہ منصوری کی صدارت میں منعقد کی گئی۔ جس میں مولانا مفتی عابد وہاب، مولانا محمد اعجاز و دیگر علماء کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے اہل کھنڈہ کے اس مقدس اقدام کو خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا فضل الرحیم نے نقابت کے فرائض انجام دیتے ہوئے عوام الناس سے منظور شدہ نئے نام کو متعارف کرانے کا عہد لیا۔ آخر میں ''تحفظ ختم نبوت موڑ کھنڈہ'' کا باقاعدہ افتتاح سائن بورڈ کی تنصیب بدست پیر طریقت مولانا اعزاز الحق شاہ منصوری پر کیا گیا۔ اس موقع پر حاجی ستار علی باچہ، جناب محسن علی، جناب محمد سرتاج، جناب احسن علی، جناب علی حیدر وغیرہ منتخب ممبران یوسی کھنڈہ بھی موجود تھے۔ تقریب کا اختتام بھی پیر طریقت کی پرسوز دعا سے ہوا۔

ختم نبوت انعام گھر مقابلہ نورنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نورنگ ضلع لکی مروت نے گزشتہ سال کی طرح امسال بھی ۱۳، ۱۴ر اگست ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ، اتوار کو جامع مسجد مجیدی میں سکول، کالجز و دینی مدارس کے طلباء کے لئے دوروزہ ختم نبوت انعام گھر مقابلہ منعقد کیا گیا۔ جس کی تیاری کے لئے ضلع کے تمام سکولوں کالجوں دینی مدارس کے طلباء کو دعوت دینے کے ساتھ ساتھ مساجد کے آئمہ حضرات سے خصوصی ملاقاتیں کی گئیں۔ ۱۲ر اگست کو ختم نبوت چوک میں یک روزہ رجسٹریشن کیمپ لگایا گیا جس میں طلباء نے مقابلہ میں شرکت کے لئے اپنے نام لکھوائے۔ ۱۳ر اگست کے دن کو طلباء کو مقابلہ کی ہدایت اور طریقہ کار کی تربیت دی گئی۔ ۱۴ر اگست کی صبح جامع مسجد میں

تقریباً ۳۵۰ طلباء اور ۲۳ طالبات نے مقابلے میں حصہ لیا۔ مولانا عبدالرحیم کی صدارت میں تلاوت کلام پاک سے پروگرام شروع ہوا۔ مفتی ضیاء اللہ، مولانا محمد ابراہیم اداہی، مولانا محمد طیب طوفانی، صاحبزادہ امین اللہ جان، مولانا ماسٹر عمر خان، مولانا بشیر احمد حقانی، مولانا محمد رحمان، حافظ شبیر احمد اور مولانا محمد امجد نے ختم نبوت انعام گھر کے شرکاء سے سوالات پوچھے۔ طلباء نے جوش و جذبے سے تمام سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد نے تمام طلباء کو انعامات دیئے، جب کہ نمایاں پوزیشن لینے والوں کو خصوصی انعامات سے نوازا گیا۔ مزید برآں کثیر تعداد میں سکول وکالج اور دینی مدارس کے طلباء نے ۱۴ راگست کے دن علماء کرام کی نگرانی میں آزادی پاکستان کی مناسبت سے تحفظ ختم نبوت اور آزادی امن کے نام سے ریلی نکالی، جو کہ ختم نبوت چوک نورنگ میں آ کر جلسہ عام کی صورت اختیار کر گئی۔ بعد ازاں ختم نبوت چوک میں پرچم کشائی بھی کی گئی۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا دورہ ٹوبہ ٹیک سنگھ

۹ راگست ۲۰۱۷ء بروز بدھ دن ایک بجے ضلع کونسل ہال ٹوبہ میں مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کی سرپرستی میں بعنوان استحکام پاکستان سیمینار منعقد ہوا، جس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمایا کہ پاکستان کا استحکام منسلک ہے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کے استحکام کے ساتھ۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بنیادوں میں جہاں رب کی توحید ہے وہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی ناموس ہے۔ قادیانیوں کا بھائی مسلمانوں کا خیرخواہ نہیں ہوسکتا۔ سیمینار سے ملک کے نامور خطیب عبدالحمید وٹو، مولانا طاہر محمود، مسلک اہل حدیث کے پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، مولانا ذاکر الرحمٰن صدیقی، مفتی محمد ضیاء مدنی اور مولانا طاہر الحسن نے بیانات کئے اور انہوں نے مولانا اللہ وسایا صاحب کو عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ کے مسئلہ پر عالمی مجلس کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے کی یقین دہانی بھی کرائی۔ سیمینار کی تیاری کے لئے مولانا محمد سعد اللہ لدھیانوی، مولانا محمد رفیق انور چشتی، مولانا انیس الرحمٰن بلوچ اور مولانا محمد خبیب مبلغ عالمی مجلس ٹوبہ نے بھرپور کردار ادا کیا۔

مبلغین ختم نبوت کا دورہ میرپورخاص

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے مبلغین کرام ۱۸ راگست کو میرپورخاص کے دورہ پر تشریف لائے اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطابات کئے۔ میرپورخاص کے مبلغ مولانا مختار احمد اور جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا حفیظ الرحمٰن کی باہمی مشاورت سے خطبات جمعہ کی ترتیب طے کی گئی۔ عالمی مجلس کے مرکزی راہنما مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے مدینہ مسجد شاہی بازار، مولانا تجمل حسین نے پرانی جامع

مسجد، مولانا مختار احمد نے جامع مسجد دارالسلام، مولانا توصیف احمد نے مسجد سرور کونین ہیرآباد میں عوام الناس کے اجتماعات سے بیانات کئے۔ تمام مبلغین نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد علی صدیقی مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا۔ عوام الناس سے عہد لیا گیا کہ مرحوم کے مشن کو مزید ترقی کی راہ پر گامزن کریں گے۔ بعد نماز مغرب تھرمل پاور جامشورو میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی کا بیان ہوا۔ انہوں نے عوام الناس کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ یومیہ ختم نبوت کے پیغام کو عام کیا جائے۔ قادیانی اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ بعد از بیان عوام الناس نے قادیانیت سے متعلق سوالات بھی کئے، جن کے جوابات سے مزید قادیانیت کی نفرت دل ودماغ میں پیوست ہوگئی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی دورے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے صوبہ سندھ کا پندرہ روزہ تبلیغی وتنظیمی دورہ کیا۔ یکم اگست ...... بعد نماز عصر جامعہ انوریہ طاہر والی، رات دین پور شریف۔ ۲/اگست ...... گیارہ تا بارہ بجے دن جامعہ مخزن العلوم خانپور دورہ حدیث کے طلباء سے خطاب اور رحیم یار خان کے علماء کرام اور جماعتی رفقاء سے ملاقاتیں۔ ۳/اگست ...... گیارہ تا بارہ بجے دن جامعہ اشرفیہ سکھر میں طلبہ سے خطاب، بعد نماز عشاء مدنی مسجد آدم شاہ کالونی سکھر میں بیان۔ ۴/اگست ...... خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد مکی سانگی بنو عاقل، بعد نماز عشاء پیغام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس سکھر میں بیان۔ ۵/اگست دارالعلوم سکھر میں گیارہ تا بارہ بجے دن طلبہ واساتذہ سے خطاب، بعد نماز عصر جامع مسجد باغ رسول پرانا سکھر، بعد نماز عشاء جامع مسجد الفاروق بمعیت مولانا محمد حسین ناصر۔ ۶/اگست ...... جامعہ حمادیہ منزل گاہ میں گیارہ تا بارہ بجے دن، جامعہ فیض العلوم قاسمیہ ٹھیڑھی میں بعد نماز عصر اور ختم نبوت کانفرنس محمدی مسجد محراب پور میں بمعیت مولانا تجمل حسین بعد نماز عشاء بیانات ہوئے۔ ۷/اگست ...... بعد نماز ظہر مدینہ مسجد خانواہن، بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس کنڈیارو...... مولانا محمد ادریس، مولانا سلیم اللہ سومرو، حاجی امداد اللہ پھلپوٹو، مولانا مفتی طاہر بالیجوی، مولانا سائیں عبدالمجیب بیر شریف سے ملاقاتیں کیں۔ ۸/اگست ...... بھریا روڈ اور دوڑ کے مدارس میں خطاب، بعد نماز عشاء کانفرنس جامع مسجد الکوثر الیسر پور نواب شاہ، مولانا مفتی محمد انیس بمعیت مولانا تجمل حسین۔ ۹/اگست ...... بعد نماز عصر دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور، بعد نماز عشاء جامع مسجد جدہ شہداد پور میں ختم نبوت کانفرنس بمعیت مولانا تجمل حسین، مولانا توصیف احمد۔ ۱۰/اگست ...... ملاقات علامہ احمد میاں حمادی، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن ٹنڈوآدم، گیارہ بجے دارالعلوم الاسلامیہ ہالہ میں خطاب۔ ۱۱/اگست ...... جامعہ فاطمۃ الزاہرہ جامشورو میں طالبات وخواتین سے خطاب۔ ۱۲/اگست ...... خطبہ جمعۃ

المبارک جامع مسجد امیر حمزہ پریٹ آباد حیدرآباد، بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد نہر والی حیدر آباد۔ ۱۳/اگست...... انوار القرآن ٹنڈو محمد خان، جامع مسجد بھتورو بعد نماز عصر، بعد نماز عشاء مرکزی مسجد سجاول میں ختم نبوت کانفرنس۔ ۱۴/اگست...... جامعہ باب الاسلام، بخاری مسجد ٹھٹھہ اور سوڈھ میں ختم نبوت کانفرنس۔ ۱۵/اگست...... کوٹری کے جامعات میں بیانات۔ ۱۶/اگست دارالفیوض دادو کے طلبہ سے خطاب۔ ۱۷/اگست...... جامعہ قاسم العلوم گھوٹکی میں ختم نبوت کانفرنس۔ مذکورہ بالا شہروں میں مولانا محمد حسین ناصر، مولانا تجمل حسین، مولانا توصیف احمد کی رفاقت حاصل رہی۔ ۱۸/اگست...... خطبہ جمعہ جامع مسجد حقانیہ منڈی یزمان۔ ۱۹/اگست...... بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس بہاولپور میں شرکت۔ بہاول پور کانفرنس کی رپورٹ علیحدہ آ رہی ہے۔

مبلغین ختم نبوت کا دورہ آزاد کشمیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سہ ماہی اجلاس کے فیصلہ کے مطابق مولانا مفتی خالد میر اور مولانا بدرالاسلام عباسی نے آزاد کشمیر کے اضلاع مظفرآباد، ہٹیاں بالا، نیلم اور باغ کا تبلیغی اور تعارفی دورہ کیا۔ دورہ کے پہلا مرحلہ میں مظفرآباد کی مسجد میں مولانا بدرالاسلام جب کہ مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ میں مفتی خالد میر کے بیانات ہوئے۔ مزید مولانا قاضی غلام سرور، مولانا قاضی محمود الحسن اشرف، مولانا قاری محمد افضل، مولانا قاری عبدالمالک و دیگر علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔

۲/ذی قعدہ کو مولانا بدرالاسلام عباسی نے جامع مسجد چناری میں جب کہ مفتی خالد میر نے جامع مسجد ہٹیاں بالا میں زیر صدارت پروفیسر الطاف الرحمٰن صدیقی پرنسپل ڈگری کالج ہٹیاں بالا جمعہ کے اجتماع سے خطبہ دیا۔ دوسرے مرحلہ میں ضلع باغ کا دورہ کیا اور مرکزی جامع مسجد باغ، مدرسہ تعلیم القرآن باغ، مدرسہ حسنین کریمین نعمان پورہ چوک، مرکزی جامع مسجد ہاڑی گہل میں مولانا بدرالاسلام نے دروس دیئے۔ بعدازاں آرجہ جامع مسجد کے خطیب سے ملاقات کی اور رات کو چمن کوٹ مدرسہ تبلیغ اسلام میں قیام کیا۔ فجر کی نماز کے بعد طلباء میں مفتی خالد میر کا بیان ہوا۔ دھیرکوٹ مدرسہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم اعجاز سے ملاقات کی۔ علاوہ ازیں جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر کے جنرل سیکرٹری مولانا امتیاز عباسی، تعلیم القرآن باغ کے مہتمم مولانا امین الحق و ناظم مولانا مفتی شمس الحق، مرکزی جامع مسجد باغ کے خطیب مولانا سید عطاء اللہ، ریڑہ جامع مسجد کے خطیب و مولانا قاری اشرف علی، مولانا نوید ہاڑی گہل، مولانا قاری عبدالغفور و مولانا مقصود ہاڑی گہل، حاجی محمد سلیم سمیت دیگر علماء کرام و مدارس کے اساتذہ سے مولانا بدرالاسلام کی تعارفی ملاقاتیں کروائی گئیں۔ ایک ہفتہ کا بھرپور تبلیغی دورہ ہوا۔

مشاہیر کے خطباتِ ختمِ نبوّت

مُرتب

صلاح الدّین

بی اے ٹیکسلا

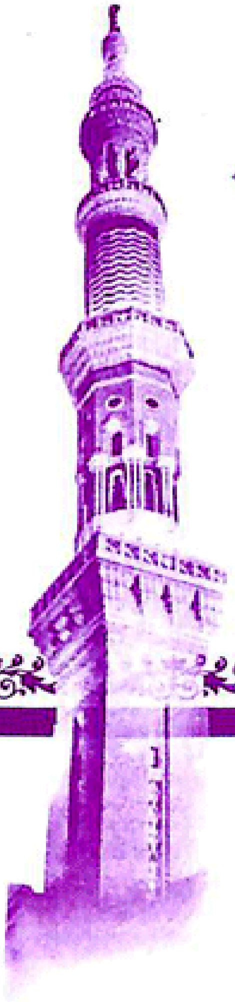

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت

حضوری باغ روڈ ملتان۔ 061-4783486

ختم نبوت کانفرنس

تحصیل شالامار لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام عظیم الشان تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد قباء ہربنس پورہ لاہور میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی دونشستیں ہوئیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے امیر، ورکن مرکزی مجلس شوریٰ مولانا مفتی محمد حسن نے کی صدارت کی۔ کانفرنس کے مقررین نے کہا کہ امریکی ومغربی دباؤ پر پاکستان کے اسلامی تشخص کو مسخ کرنے اور 1973ء کے متفقہ عوامی آئین کی اسلامی شقوں کو ہرگز چھیڑنے کی اجازت نہیں دینگے وطن عزیز پہلے بے شمار مسائل کا شکار ہے حکومت اغیار کے ایجنڈے پر ختم نبوت وناموس رسالت قانون کو چھیڑ کر کسی نئے بحران کو جنم نہ دے کیونکہ ناموس رسالت ایکٹ کو چھیڑا گیا تو ایک نہ ختم ہونیوالا بحران جنم لیگا۔ مفتی محمد حسن نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت نے امت مسلمہ کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ قادیانی اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے سادہ مسلمانوں کی آنکھوں دھول جھونک رہے ہیں حکومت قادیانیوں کو شعائر اسلامی استعمال کرنے روکے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے قائم مقام سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ جس کو مانے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ہمارے اکابرین نے سو سال تک قادیانی فتنے کے خلاف جہاد کیا۔ 1973ء کا متفقہ اسلامی آئین ہمارے اکابرین کی بدولت بنا اسکی حفاظت کرتے رہینگے۔ پاکستان اسلامی مملکت ہے اکابرین نے قربانیاں دیں اس سرزمین پاک وہند ملک سے انگریز کا بوریا بستر گول کرایا۔ پاکستان کے حق میں سرحد کا ریفرنڈم مولانا شبیر احمد عثمانی نے جتوایا اور قرارداد مقاصد بھی مولانا شبیر احمد عثمانی نے پیش کی اور سب سے پہلے پاکستان کا پرچم بانی پاکستان قائداعظم کی موجودگی میں مولانا شبیر احمد عثمانی لہرایا آج دشمن کی ملک وملت کے خلاف سازشیں عروج پر ہیں ہم ملک کے دشمنوں کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرینگے۔ ہم آئین کی بالادستی کے ساتھ کھڑے ہیں 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا مفتی محمود نے قائدانہ کردار ادا کیا آج بھی اسمبلی کے اندر مفتی محمود کے جانشین اور نام لیوا موجود ہیں ختم نبوت اور پاکستان کے باغیوں کے ساتھ آخری دم تک لڑینگے۔ مولانا نور محمد ہزاروی نے کہا کہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کا نام استعمال کر کے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں اور ہم کبھی قادیانی گروہ کو مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا کہ قادیانی وطن اور اسلام دونوں کے غدار ہیں ملک عزیز میں ہونیوالی تخریب کاری اور دہشت گردی میں قادیانیوں کو نظر انداز کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی کیونکہ اسرائیل سے قادیانیوں کے روابط کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ ملک عزیز میں ہونیوالی دہشت گردی کی تحقیقات میں قادیانی جماعت کو بھی شامل تفتیش کیا جائے۔ ممتاز خطیب مولانا رفیق جامی نے کہا کہ قادیانیوں کو اسلام کا نام استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اسلام کا نام استعمال کر کے وہ پوری دنیا کو دھوکا دیتے ہیں۔ ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانا چاہتے ہیں تو پھر جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی سے برأت کا اعلان کریں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مان کر اسلام کی سچی اور ابدی تعلیمات پر عمل کریں اور اپنے لئے دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کی بنیاد ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہر کارکن، امت مسلمہ کا ہر فرد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنا سعادت سمجھتا ہے۔ اگر ملک پر کوئی امتحان آیا تو تمام علماء اور دینی مدارس کے طلباء پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑے ہونگے۔ قاری جمیل الرحمن اختر نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ قادیانی ہر جگہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں وہ یا تو مرزائیت سے توبہ کر کے مرزا غلام احمد قادیانی سے برأت کا اظہار کریں اور خاتم المرسلین، مولائے کُل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہوجائیں یا پھر پوری امت مسلمہ کے فیصلہ اور آئین پاکستان کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کریں۔ قاری علیم الدین شاکر نے کہا کہ ختم نبوت دین کا بنیادی عقیدہ ہے اس عقیدہ پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے، عقیدہ ختم نبوت انسانیت پر ایک احسانِ عظیم ہے۔ کانفرنس میں شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانی، میاں محمد رضوان نفیس،، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا امجد سعید مولانا محمد کاشف، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا قاسم گجر مولانا خلاق احمد، مولانا قاری رفیق زاہد، مولانا خالد عابد، مولانا محمد سعید وقار، مولانا خالد محمود، حافظ عبداللہ، قاری احسان ریاض ودیگر علماء تاجر برادری، سٹوڈنٹس اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

سلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی — تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

ختم نبوۃ کانفرنس

ان شاء اللہ

36 ویں دوروزہ سالانہ عظیم الشان

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

بتاریخ 19 20 اکتوبر 2017 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
- عقیدہ ختم نبوۃ
- حیات عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت
- اتحاد امت
- پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
- اور ظہور مہدی

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ عظام قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان 061-4783486
چناب نگر 047-6212611